إِنَّا أَرْسَلْنَا أَحْمَدَ إِلَىٰ قَوْمِهِ فَأَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا كَذَّابٌ أَشِرٌ

(البشریٰ جلد ۲) قُلْ يَا أَيُّهَا الْكُفَّارُ إِنِّي مِنَ الصَّادِقِينَ (حقیقۃ الوحی)

رسالہ احمدی نمبر ۵ و ۶ و ۷ بابت ۱۹۱۹ء

اَلنُّبُوَّةُ فِي الْإِلْهَامِ

یعنی حضرت احمد علیہ السلام مسیح موعود کی نبوۃ اور رسالۃ کا ثبوت

اس وحی اللہ سے جو آپ پر خدا تعالیٰ عزّ و جلّ کی طرف سے

بذریعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوتی رہی ہے

از تالیفات جناب قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی احمدی ساکن ہوتی ضلع پشاور

جسکو ماہ دسمبر سنہ ۱۹۲۰ء

مطبع فاروق قادیان میں بااہتمام قاسم علی پرنٹر کے چھپوا کر فاروق
منزل دار الامان قادیان سے شائع کیا

بار اول ۱۰۰۰ اشاعت ۳۰ جنوری سنہ ۱۹۲۱ء قیمت ۴ علاوہ محصولڈاک

فہرست مضامین کتاب ہذا

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
(۱)	سبب تالیف	(۱)
(۲)	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مذہب قرآن کریم اور اپنی وحی کے بارہ میں۔	(۲)
(۳)	احادیث کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مذہب۔	(۶)
(۴)	باب اول۔ حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی اللہ ہیں۔	(۷)
(۵)	باب دوم حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول اللہ ہیں	(۱۳)
(۶)	باب سوم حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام احمد مُرسَل ہیں۔	(۱۸)
(۷)	باب چہارم حضرت احمد علیہ السلام بشیر و نذیر ہیں۔	(۲۱)
(۸)	باب پنجم حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام مصداق اسمہٗ احمد ہیں۔	(۲۵)
(۹)	باب ششم حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نزول جبرئیلؑ ہوا۔	(۲۹)
(۱۰)	باب ہفتم حضرت احمد علیہ السلام دین الحق اور ہدایت لائے۔	(۳۰)
۱۱	باب ہشتم حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احیاء دین و قیام شریعت کیا۔	(۳۱)
۱۲	باب نہم حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی وحی سنانے کا حکم اپنی جماعت کو	(۳۳)
۱۳	باب دہم حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیعت لینے کا حکم ہوا۔	(۳۴)
۱۴	باب یازدہم حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع محبوب ہونے کے واسطے لازمی شرط ہے۔	(۳۶)
(۱۵)	باب دوازدہم حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکرین کو کافر کہا گیا۔	(۳۷)
(۱۶)	باب سیزدہم حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی کتاب ہے۔	(۴۳)
۱۷	باب چہاردہم حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی میں امر و نہی ہیں۔	(۴۵)
۱۸	باب پانزدہم حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعض مخصص وحی ہوئی	(۵۱)

بقیہ فہرست صفحہ آخری پر دیکھو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا اَحْمَدَ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ
الْعَظِيْمِ

سبب تالیف کتاب

ثُمَّ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ - اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ بِالْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

جناب مولوی محمد علی صاحب سابق ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان نے ایک کتاب النبوۃ فی الاسلام اس مضمون پر شائع کی ہے کہ گویا حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود اور مہدی آخر زمان علیہ السلام کو نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ نہ تھا۔ بلکہ اگر وہ یا کوئی اور شخص حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیینؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی اور رسول ہونے کا مدعی ہو تو وہ کافر اور دجال ہے اور جو اُس کو نبی جان کر ایمان لاوے وہ اسلام سے خارج ہے اور خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کے وہ معانی کرتے ہیں جن سے حضرت صاحبؑ کے دعویٰ نبوۃ اور رسالۃ پر پردہ پڑ جائے۔ مگر میں نے ایک رسالہ جناب مولوی محمد علی صاحب کے خیالات کو مد نظر رکھ کر اس سے قبل النبوۃ فی القرآن نامی تحریر

کیا اور آیت خاتم النبیین کی صحیح تفسیر اور حدیث لا نبی بعدی کے سچے معانی دوسری آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور اقوال مسیح موعود سے کرکے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوۃ و رسالۃ کا دروازہ تا قیامت کھلا ہے اور حضرت احمد علیہ السلام نبی اللہ اور رسول اللہ ہیں۔ مگر آپ کا نبی اور رسول ہونا خلاف خاتم النبیین اور لا نبی بعدی نہیں ہے اور اس پر کئی دلائل تحریر کی ہیں۔

یہ دوسرا رسالہ ہے جس میں احمد نبی اللہ کو اس وحی آسمانی اور کلام ربانی سے ہی نبی اللہ ثابت کیا ہے جو خدا تعالیٰ نے آپ پر نازل کی ہے۔ چونکہ یہ وحی بسبب اللہ تعالیٰ کے کلام ہونے کے تمام انسانوں کے کلاموں سے افضل ہے لہذا قرآن کریم کے بعد دوسرے درجہ پر یہ وحی اللہ اور کلام اللہ حجت ہے۔ اور کوئی کلام بشری اس کو رد نہیں کر سکتا۔

حضرت مسیح موعود کا مذہب قرآن کریم اور اپنی وحی کے بارہ میں

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ۔ اَنَّ الْقُرْاٰنَ مُقَدَّمٌ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ۔ وَ وَحْیُ الْحَکَمِ مُقَدَّمٌ عَلٰی اَحَادِیْثَ ظَنِّیَّۃٍ بِشَرْطِ اَنْ تُطَابِقَ الْقُرْاٰنَ وَحْیُہٗ مُطَابَقَۃً تَامَّۃً۔۔۔۔۔۔ ذَالِکَ بِاَنَّ وَحْیَ الْحَکَمِ ثَمَرَۃٌ غَضٌّ وَّ قَدْ جُنِیَ مِنْ شَجَرَۃٍ یَقِیْنِیَّۃٍ۔ فَمَنْ لَّمْ یَقْبَلْ وَحْیَ الْاِمَامِ الْمَوْعُوْدِ وَ مَا لَہٗ لِرِدِّ اٰیَاتٍ لَیْسَتْ کَالْمَحْسُوْسِ الْمَشْہُوْدِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِیْنًا + وَ مَاتَ مِیْتَۃَ الْجَاھِلِیَّۃِ ۔ وَ اٰثَرَ الشَّکَّ عَلٰی

اَلْیَقِیْنِ وَرَدَّ مِنَ الْحَضْرَۃِ الْاِلٰھِیَّۃِ ۔ مواہب الرحمن صفحہ ۹ یعنی قرآن کریم سب چیزوں پر مقدم ہے بشرطیکہ وہ حکم کہ وحی قرآن کریم کے بکلی مطابق ہو اور تم کی وحی تمام ظنی احادیث پر مقدم ہے پس جو شخص الامام الموعود کی وحی کو قبول نہ کرے اور اس کو روایات غیر محسوسہ و مشہودہ کے لیئے ترک کرے وہ ضلال مبین میں مبتلا ہے اور جاہلیت کی موت مرا۔ کیونکہ اُس نے ایک ظنی چیز کو (جو احادیث ہیں) یقینی امر پر (جو وحی الٰہی ہے) مقدم کرلیا ہے لہٰذا حضرت باری تعالیٰ کی درگاہ سے رد کیا گیا۔

استدلال یہاں حضرت صاحبؑ نے قرآن کریم کے بعد اپنی وحی کو احادیث پر مقدم کیا ہے کیونکہ وحی کلام اللہ اور احادیث کلام بشر ہے وحی یقینی اور قطعی کلام ہے اور احادیث ظن کا مرتبہ رکھتی ہیں نہ یقین کا۔ وحی کا متکلم خود خدا تعالیٰ ہے اور جو الفاظ اور خطاب ہیں وحی میں جو براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے سنے۔ مگر احادیث بشر کا کلام ہے جس کے الفاظ اور خطاب یقینی طور پر وحی نہیں راویوں سے سن کر صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ کے جمع کرنے والوں نے لکھے ہیں جو ظن کے مرتبہ پر ہیں۔ پس اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا۔

(۲)۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی وحی کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ یہی وحدہ لاشریک خدا کا کلام ہے جس کا کلام قرآن شریف ہے میں اس جگہ توریت اور انجیل کا نام نہیں لیتا۔ کیونکہ توریت اور انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرّف مبدّل ہو گئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔ غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعہ سے میں نے خدا کو پایا۔ اور وہ وحی نہ صرف آسمانی نشانوں کے ذریعہ مرتبہ حق الیقین تک پہنچی بلکہ ہر ایک حصہ اس کا جب خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف پر پیش

کیا گیا تو اس کے مطابق ثابت ہوا" تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۲۔

استدلال یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ (۱) یہ وحی اس خدا کا کلام ہے جس کا کلام قرآن شریف ہے

(۲) وحی مسیح موعود علیہ السلام کے آگے تورات اور انجیل کی وحی ہیچ ہے کیونکہ وہ تحریف سے خالی نہیں (۳) خدا کی یہ وحی قطعی اور یقینی ہے (۴) اس کا مرتبہ حق الیقین کا ہے (۵) اس وحی کی تصدیق کے لیئے صرف قرآن کریم محک اور معیار ہے (۶) وحی مسیح موعود قرآن کریم کے مطابق ہے۔ اور ہرگز اس کے مخالف نہیں۔

(۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دعوے کی بنیاد اول قرآن کریم اور پھر اپنی وحی قرار دیتے ہیں اور حدیثوں کو صرف بطور تائیدی گواہ کے پیش کرتے ہیں۔ وہ بھی صرف اس شرط پر کہ اگر احادیث قرآن مجید کے مطابق ہوں اور میری وحی کے معارض نہ ہوں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ مولوی ثناءاللہ صاحب کہتے ہیں کہ آپ کو مسیح موعود کی پیشگوئی کا خیال کیوں دل میں آیا۔ آخر وہ حدیثوں سے ہی لیا گیا پھر حدیثوں کی اور علامات کیوں قبول نہیں کی جاتیں۔ حضرت مسیح موعود اس سوال کا جواب اس طرح سے دیتے ہیں کہ "یہ سادہ لوح یا تو افتراء سے ایسا کہتے ہیں یا محض حماقت سے۔ اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعوے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ **قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی** ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں اگر حدیثوں کا دنیا میں وجود نہ ہوتا تب بھی میرے اس دعوے کو کچھ حرج نہ پہنچتا تھا۔" اعجاز احمدی صفحہ ۳۰

استدلال یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم اور بعد اسی کے اپنی وحی کو حجت قرار دیا ہے اور احادیث کو صرف تیسرے درجہ پر تائیدی گواہ ٹھیرایا ہے۔ اور جو لوگ مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرح یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کے دعوے کی بنیاد احادیث پر ہے اُن کو حضرت صاحب سادہ لوح یا احمق اور مفتری قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ جبکہ احادیث کا مرتبہ ظنی ہے تو ظن پر یقینی دعوے کی بنیاد کس طرح قائم ہوسکتی ہے۔ حضرت صاحب نے یقینی اور قطعی کلام کا مرتبہ صرف قرآن کریم اور اپنی وحی کو دیا ہے۔ اور احادیث کو ظن کے مرتبہ پر ٹھیرایا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ۔

(۴) "اگر نہایت ہی ترقی کریں تو ان حدیثوں کو ظن کا مرتبہ دے سکتے ہیں اور یہی محدثین کا مذہب ہے اور ظن وہ ہے جس کے ساتھ کذب کا احتمال لگا ہوا ہے۔ پھر ایمان کی بنیاد محض ظن پر رکھنا اور خدا کے یقینی اور قطعی کلام کو پس پشت ڈال دینا کونسی عقلمندی اور ایمانداری ہے"۔ اعجاز احمدی صفحہ ۲۸۔

(۵) حضرت صاحب فرماتے کہ "اس لئے مناسب ہے کہ حدیث کے لئے قرآن کو نہ چھوڑا جائے ورنہ ایمان ہاتھ سے جائے گا اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا۔ پھر اگر (مسیح موعود یعنی) حَکم کا فیصلہ بھی نہ مانا جائے تو پھر وہ حَکم کس چیز کا"۔ اعجاز احمدی صفحہ ۲۸

(۶) حضرت مسیح موعود پھر فرماتے ہیں۔ "علاوہ اس کے ان حدیثوں کے درمیان اس قدر تناقض ہے کہ اگر ایک حدیث کے برخلاف دوسری حدیث تلاش کرو تو فی الفور مل جائے گی۔ پس اس سے قرآن شریف کے بینات کو چھوڑنا اور اپنی متناقض حدیثوں کے لئے ایمان ضائع کرنا کسی ابلہ کا کام ہے نہ عقلمند کا"۔ اعجاز احمدی صفحہ ۲۸۔

احادیث کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کا مذہب

حضرت صاحبؑ الحق لودھیانہ جلد اول میں فرماتے ہیں۔

(۱) "ہمارا یہ مذہب ہرگز ایسا نہیں ہے کہ ہر روایت کی رو سے بھی حدیث کو [illegible] دی نہیں جیسا کہ ہم قرآن کریم کا مرتبہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ ہم یہ [illegible] سمجھتے ہیں کہ حدیثیں غایت کار ظنی ہیں"۔ صفحہ ۹۔ اڈیشن اول

(۲) "تمام مسلمانوں کا یہی مذہب ہے کہ اکثر احادیث مفید ظن ہیں وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِىْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا مثلاً اگر کوئی شخص اس قسم کی قسم کھاوے کہ اس حدیث کے تمام الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہیں اور تمام الفاظ وحی الٰہی سے ہیں تو اس قسم کھانے میں وہ جھوٹا ہوگا"۔ صفحہ ۹۔

(۳) "ہمارا ایمان ہے کہ ظنی طور پر بخاری اور مسلم کی حدیثیں بڑے اہتمام سے لکھی گئی ہیں اور غالباً اکثر ان میں صحیح ہوں گی لیکن کیونکر ہم اس بات پر حلف اٹھا سکتے ہیں کہ بلاشبہ وہ ساری حدیثیں صحیح ہیں جبکہ وہ صرف ظنی طور پر صحیح ہیں نہ یقینی طور پر تو پھر یقینی طور پر ان کا صحیح ہونا کیونکر مان سکتے ہیں"۔ صفحہ ۱۰۔

(۴) "الغرض میرا مذہب یہی ہے کہ بخاری اور مسلم کی حدیثیں ظنی طور پر صحیح ہیں"۔ صفحہ ۱۰ ... "آخر بخاری اور مسلم پر وحی تو نازل نہیں ہوتی تھی بلکہ جس طریق سے انھوں نے حدیثوں کو جمع کیا ہے اس طریق پر نظر ڈالنے سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ بلاشبہ وہ طریق ظنی ہے اور ظنیات کی نسبت یقین کا ادعا کرنا ادعائے باطل ہے"۔ صفحہ ۱۰۔

غرض اس قدر حوالجات اور بحث سے محض یہ غرض تھی کہ چونکہ قرآن کریم اور وحی مسیح موعود ہی ہمارے نزدیک قطعی اور یقینی کلام اللہ ہیں اس لئے دلائل قرآنیہ کی بنا پر ہم نے النبوۃ فی القرآن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوۃ اور رسالۃ کو ثابت کیا ہے اور دلائل الہامیہ کی بنا پر ہم نے اس کتاب النبوۃ فی الالہام میں حضرت مسیح موعود کی نبوۃ اور رسالۃ کو پایہ ثبوت تک پہنچایا ہے۔ اس کے بعد اگر ضرورت ہوئی اور موقع ملا تو انشاءاللہ تعالیٰ النبوۃ فی الاحادیث[1] میں احادیث نبوی سے نبوۃ اور رسالۃ پر بحث کریں گے وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق۔

باب اوّل

اس میں وہ وحی الٰہی ہے جس میں خدا تعالیٰ نے حضرت احمد نبی اللہ کو نبی فرمایا۔

(ا) خدا تعالیٰ فرماتا ہے "دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا" ایک غلطی کا ازالہ طبع اول صفحہ ۱۰۔

استدلال - (ا) اس وحی الٰہی میں خدا تعالیٰ نے حضرت احمد علیہ السلام کو صاف لفظوں میں نبی فرمایا۔ جیسا کہ "دنیا میں ایک نبی آیا" سے ظاہر ہے (ب) اہل دنیا کو اس کا قبول کرنا۔ اس پر ایمان لانا اور اس کی اطاعت اور بیعت کرنا ضروری قرار دیا۔ اور در صورت انکار منکرین کی ان الفاظ میں شکایت فرمائی کہ دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ پس اگر آپ پر ایمان لانا اور آپ کی اطاعت اور بیعت کرنا فرض نہ ہو تو منکروں سے یہ شکایت فضول اور بے جا ہوگی اور حضرت باری تعالیٰ کے بارہ میں ایسا خیال کرنا کہ منکرین سے بے جا شکایت کی ہے سخت بے دینی ہے (ج) اگر اللہ تعالیٰ کو حضرت احمد علیہ السلام کو نبی منوانا مقصود اور مدعا نہیں

[1] یہ رسالہ بھی تیار ہو کر دفتر فاروق میں پہنچ چکا ہے انشاءاللہ تعالیٰ اس کے بعد وہ بھی جلد شائع کر دیا جاوے گا۔ احمدی

ہے تو اس کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ لوگوں پر یہ ظاہر کرے کہ یہ مبارک انسان اس کی درگاہ میں مقبول بندہ ہے اور اس کا فرستادہ اور اپنے دعوے نبوت میں صادق ہے اور اس بات کو زور آور نشانوں اور سخت نزول عذاب سے ثابت کریگا۔ جس کو زور آور حملوں سے تعبیر کیا۔ اگر اس مبارک انسان کا انکار کرنا ایک معمولی بات ہے تو کیوں اس معمولی امر کے واسطے جس کا ماننا بعض لوگوں کے نزدیک نہ فرض ہے نہ واجب خداوند عالم اس کے منکروں پر پُر زور حملے کریگا تا کہ ان پر اس کی صداقت اور سچائی ظاہر کرے جیسا کہ خدا اس کو قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا۔ بتا رہا ہے۔

(۴) یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَالْمُعْتَرَّ۔ البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۳۸۔

استدلال (د) اس وحی الٰہی میں خداوند عالم نے حضرت احمد علیہ السلام کو یا ایھا النبی کے خطاب سے ایسا ہی مخاطب فرمایا جیسا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو قرآن کریم میں مخاطب کیا ہے اب اگر آپ نبی نہ تھے تو کیوں یا ایھا النبی سے مخاطب کیا۔ پس جب خداوند عالم آپ کو خود نبی کے نام سے پکارتا ہے تو جماعت احمدیہ کے واسطے حضرت احمد علیہ السلام کو نبی کہنا کیوں حرام اور ناروا ہو گیا ہے (یا ایھا النبی کے ساتھ ایک حکم بھی آیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فوراً راتوں رات اس کی تعمیل بھی کی۔

اندریں صورت اگر آپ درحقیقت نبی نہ تھے تو آپ نے یا ایھا النبی کے جملہ کو کیوں وضعی اور حقیقی کلام ربی خیال کیا درحالیکہ یہ خطاب بلحاظ رو سے قرآن کریم کسی غیر نبی کو کنایۃً عطا نہیں ہوا بلکہ تمام قرآن

کریم کسی غیر نبی کو یہ نام عطا نہیں ہوا - اور نہ تمام قرآن کریم میں کسی غیر نبی کے واسطے کسی ایک جگہ بھی وارد ہوا ہے بجز انہیں حضرات کے جو کہ در حقیقت نبی ہیں کسی غیر نبی کو یَاۤ اَیُّھَا النَّبِیُّ کے الفاظ سے خطاب نہیں ہوا تو یہاں اس وحی میں جس پاک انسان کو نبی کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے کیوں وہ درحقیقت نبی نہ ہو - پس اس سے ثابت ہوا کہ آپ درحقیقت نبی تھے - اور اس مبارک نام کے مستحق تھے - جب خداوند عالم اس کو خود یَاۤ اَیُّھَا النَّبِیُّ سے مخاطب کرتا ہے تو جو اس کو غیر نبی قرار دے وہ اپنے انجام کا فکر کرے کیونکہ وہ خدا کے نبی کو غیر نبی کہہ کر منکرین میں داخل ہو چکا - العیاذ باللہ -

(۲) زمین کہتی ہے یَا نَبِیَّ اللّٰہِ کُنْتُ لَا اَعْرِفُکَ - البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۰ - حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۰ - یعنی اہل زمین کہیں گے کہ اے نبی اللہ ہم نے تیری شناخت نہ کی -

(ف) خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آج تو اہل زمین کہتے ہیں کہ حضرت احمد علیہ السلام اپنے دعاوی میں صادق نہیں پر عنقریب وہ دن آنے والے ہیں کہ اہل زمین پر زور حملوں کو دیکھ کر پکار اٹھیں گے کہ - یَا نَبِیَّ اللّٰہِ کُنْتُ لَا اَعْرِفُکَ اور آپ کی صداقت پر ایمان لا کر اس کے حلقۂ بیعت اور اطاعت میں داخل ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ -

(س) جب کہ اہل زمین نے کسی وقت حضرت احمد علیہ السلام کو نبی اللہ تسلیم کرنا ہے اور اس خطاب سے آپ کو یَا نَبِیَّ اللّٰہِ کہہ کر مخاطب کرنا ہے جس کی خدا تعالیٰ اپنے فرستادہ کو قبل از وقت بشارت سناتا ہے تو ہم جو حضرت احمد علیہ السلام کی اولین جماعت میں داخل ہیں آپ کو نبی اللہ کیوں نہ تسلیم کریں اور کیوں نہ آپ کو اس مبارک نام سے مخاطب کریں - جب کہ خدا تعالیٰ نے آخرین کے واسطے یہ امر جائز کیا ہے اور اس کی خبر اولین کو سنا دی تو اولین جماعت پر ایسا کرنا کیوں

ـہ یا نبی اللہ کی ایک قراءۃ یا ولی اللہ بھی ہے - پس اگر کوئی لا یعقل یہ کہہ دے کہ چونکہ یا ولی اللہ بھی ہے [illegible]

حرام ہے اور آخرین کے واسطے کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟

(۴) جَرِیُّ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ - براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۸۹-۹۰ و حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ - یعنی رسول خدا تمام گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے پیرایوں میں۔

استدلال - (ح) اس وحی الٰہی میں بھی حضرت احمد علیہ السلام کو جَرِیُّ اللّٰہِ کہا گیا ہے جس کا ترجمہ خود حضرت احمد علیہ السلام نے خدا کا رسول کیا ہے پس آپ جَرِیُّ اللّٰہ یعنی نَبِیُّ اللّٰہ ہیں

(ط) آپ نہ صرف جَرِیُّ اللّٰہ یعنی نَبِیُّ اللّٰہ اور رَسُوْلُ اللّٰہِ ہیں بلکہ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ بھی ہیں یعنی حضرت آدم سے لے کر آج تک جس قدر انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں آئے ہیں خواہ بنی اسرائیل میں تھے یا باقی کل دنیا میں جس قدر نبی ہوئے حضرت احمد علیہ السلام کے ظہور کے ساتھ کسی نہ کسی رنگ میں سب کا ظہور ہوا اور ہر ایک نبی کی فطرت کا نقش آپ کی فطرت میں ہے جیسا کہ آپ خود سے فرماتے ہیں۔ چنانچہ نزول المسیح کے صفحہ ۹۹ میں ہے۔

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے ۔ من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
آنچہ داد است ہر نبی را جام ۔ داد آں جام را مرا بتمام
ادّعم نیز احمد مختار ۔ در برم جامۂ ہمہ ابرار

جَرِیُّ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ سے صاف ثابت ہے کہ حضرت احمد علیہ السلام یقیناً ایک عظیم الشان نبی اللہ و رسول اللہ ہیں اور ان کا انکار موجب غضب الٰہی اور کفر ہے۔

(۵) اَتٰۤی اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ - بِشَارَۃٌ تَلَقَّاھَا النَّبِیُّوْنَ - البشریٰ جلد دوم صفحہ ۷ - یعنی امر الٰہی عنقریب آنے والا ہے پس اس کے واسطے جلدی مت کرو۔ یہ ایک عظیم الشان بشارت ہے جو نبیوں

خبری ہے جو صرف نبیوں کو دی جاتی ہے۔

استدلال (ی) خدا تعالیٰ حضرت احمد علیہ السلام کو فرماتا ہے کہ بُشْرَیٰ تَلَقَّاهَا النَّبِيُّوْنَ - یہ ایک عظیم الشان خوش خبری ہے جو صرف نبیوں کو دی جاتی ہے۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک حضرت احمد علیہ السلام بھی النَّبِيُّوْنَ میں داخل ہیں۔ (ل) اگر حضرت احمد علیہ السلام اَلنَّبِيُّوْنَ میں داخل نہ ہوتے تو جس بشارت کا دیا جانا النَّبِيُّوْنَ سے مخصوص ہے وہ حضرت احمد علیہ السلام کو کیونکر مل سکتی ہے جبکہ آپ غیر نبی ہوں۔ (ھ) یہ بات قرآن کریم سے[1] ثابت کرنی چاہیئے کہ جو عظیم الشان خبر یا خوشخبری صرف نبیوں سے مخصوص ہو وہ غیر نبی بھی حاصل کر سکتا ہے۔

(۶) مَا اُرْسِلَ نَبِيٌّ اِلَّا اَخْزَی بِهِ اللّٰهُ قَوْمًا لَا یُؤْمِنُوْنَ حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۰ یعنی دنیا میں کوئی ایک نبی بھی ایسا مبعوث نہیں ہوا کہ جس کے منکر اس کی رسالۃ اور نبوۃ سے انکار کر کے خدا تعالیٰ کے گوناگوں عذابوں اور عتابوں کے ذریعہ سے ذلیل اور رسوا نہ ہوئے ہوں۔

استدلال (ن) خدا تعالیٰ حضرت احمد علیہ السلام کو فرماتا ہے کہ یہ میرا مستمرہ قانون ہے کہ جو قوم کسی نبی اللہ کا انکار کرے وہ گرفتار عذاب ہو

---

[1] قرآن کریم کہتا ہے کہ مَا کَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَاءُ۔ سورہ آل عمران آیت ۱۷۵ یعنی غیر نبی کو وہ مطلع کرنا ممکن ہے کہ اس عظیم الشان غیب کی خبر یا خوشخبری پر منجانب اللہ ہو سکے جو خصوص انبیاء ہے بلکہ امر کے اخبار اور اطلاع کے واسطے وہ اپنے رسولوں میں سے کسی کو منتخب کر لیتا ہے اور اسی کی تائید میں یہ دوسری آیت ہے کہ عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ سورۃ الجن آیت ۲۷ و ۲۸ - یعنی خداوند عالم ہی صرف عالم الغیب ہے اور اپنی عظیم الشان خوشخبریوں اور اخبار غیب پر کوئی شخص جو نبی و رسول نہیں ہرگز غالب نہیں [illegible] ہو سکتا [illegible] وہ تو صرف وہی ہے جو وہ اپنے رسولوں میں سے [illegible] پس [illegible] عظیم الشان خوشخبریاں مخصوص [illegible]

عذاب ہوکر ذلیل اور رسوا ہوئے (س) حضرت احمد علیہ السلام کو بھی وحی اللہ سے تسکین اور تسلی دی گئی ہے کہ تیرے منکر تیرے دعوے کے انکار سے اسی لاتبدیل قانون کے ماتحت ذلیل ہوں گے۔ (ع)

پس اگر حضرت احمد علیہ السلام نبی اللہ ہیں تو آپ کو یہ وحی اللہ موجب تسکین اور تشفی ہو سکتی ہے ورنہ غیر نبی ہو کر اس سنۃ اللہ کے ماتحت کیونکر آ سکتے ہیں جو اس وحی میں مخصوص بانبیاء ہے (ف) یہ ہمارا کئی سال سے تجربہ اور علمی مشاہدہ ہے اور ہم خدا تعالیٰ کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ جن اشخاص نے حضرت احمد علیہ السلام کی توہین پر کمر باندھی خداوند عالم نے اُس کو اسی دنیا میں ذلیل اور رسوا کیا اور گوناگوں غم اور عذابوں میں مبتلا کیا۔ تریاق القلوب۔ نزول المسیح۔ حقیقۃ الوحی میں بہت سے واقعات درج ہیں اور ہمارے صوبہ سرحد میں تو (۱) حاجی عبد الواحد عرف حاجی صاحب تورنگ زائی ضلع پشاور (۲) قاضی محمد اکبر خان صاحب سابق تحصیلدار ساکن پشاور (۳) ملا محمد ایوب صاحب ساکن شہر پشاور (۴) جل ملا اور اُس کا بھائی ساکنان مانیری ضلع پشاور۔ اور ان کے علاوہ کئی لوگ اس وحی اللہ کے ماتحت شکار ہوئے۔

پس خدا تعالیٰ نے اپنے فعل سے ہزار ہا دفعہ اپنے اس مبارک قول کی تصدیق کی ہے تو پھر وہ کون سے امور مانع ہیں کہ ہم اس صادق انسان کو نبی اللہ یقین نہ کریں۔

(۷) لَا تَطَأُ قَدَمٌ[1] الْعَامَّةِ قَدَمَ النَّبِيِّ ۔ البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱
یعنی اس نبی اللہ کے قدم کو عوام الناس کا قدم ہرگز مٹا نہیں سکتا۔

[1] قدم بمعنی پاؤں۔ مرتبہ۔ فرمان۔ مقام ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم میں وارد ہے کہ فتزل قدم بعد ثبوتہا۔ سورہ نحل۔ پاؤں ڈگمگا جاوے بعد اُس کے جم جانے کے (۲) وبشر الذین

اٰمنوا ان لهم قدم صدق عند ربهم سورہ یونس مومنوں کو خوشخبری سنا دے کہ ان کا مقام صداقت ہے (۳) قدم قدما ... حضرت ... دیا ہے ... ہوں گے

استدلال (ص) خداوند عالم نے اس اپنی وحی میں بھی حضرت احمد علیہ السلام کو النبی ہی قرار دیا ہے (ق) حضرت احمد علیہ السلام نے جہاں قدم دھرا ہو عوام الناس کو روکا ہے کہ اس مبارک قدم پر اس کے محو کرنے اور مٹانے کی غرض سے قدم نہ دھریں۔ (م) جو شخص اس وحی الٰہی کے خلاف کرے گا وہ خدا تعالیٰ کے حکم اور فرمان کا منکر اور کافر نہیں تو کیا ہے۔

پس اس وحی الٰہی کے ایک معنی یہ ہیں کہ اس نبی یعنی حضرت احمد علیہ السلام کے فرمان اور حکم کو عامۃ الناس میں سے کوئی پامال نہیں کر سکتا سب پر اس کا فرمان اور حکم فوق ہے کیونکہ وہ نبی اللہ ہے اور حکم اور عدل ہے۔ دوسرے معنے یہ ہیں کہ عامۃ الناس میں کوئی شخص کتنا ہی بڑے علم و فضل اور تقویٰ و عقل والا ہو اس کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اپنے اس بلند مرتبہ اور مقام کے گھمنڈ میں حضرت احمد نبی اللہ علیہ السلام کے بلند مرتبہ اور مقام کو پامال کرنے لگ جاوے۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

یہ سات وحی اللہ حضرت احمد علیہ السلام کو نہ صرف نبی اللہ بلکہ ایک عظیم الشان نبی ثابت کرتی ہیں اور اس کے منکرین کو سخت تنبیہ کرتی ہیں کہ اس کے انکار میں جلدی سے کام نہ لیں۔ کیونکہ منکرین کا انجام اچھا نہیں ہوگا +

باب دوم

اس میں وہ وحی اللہ ہیں جن میں خدا تعالیٰ نے حضرت احمد جری اللہ کو رسول فرمایا ہے

وحی اول۔ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ۔ بشریٰ

[illegible] یعنی اے لوگو کہہ دے [illegible]

رسول اللہ ہو کر آیا ہوں۔

استدلال (ا) حضرت احمد رسول اللہ علیہ السلام ضرور رسول اللہ ہیں (ب) دنیا کی کل اقوام اور قبائل جو لفظ جمیعًا میں آ سکتے ہیں سب کی طرف مبعوث ہیں (ج) حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت احمد جری اللہ ہی ایسا مبارک انسان ہے جو اپنے آقا و مطاع کے نقش قدم پر جمیع اقوام کے واسطے رسول اللہ ہو کر آیا (د) جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وحی سنائی تو وہ رسول اللہ ثابت ہوئے اور آپ کے منکر کافر ٹھیرے تو جب حضرت احمد علیہ السلام نے یہ وحی اللہ سنائی تو آپ کیوں رسول اللہ نہ ہوں اور آپ کے منکر کافر نہ ٹھیریں۔

وحی ثانی۔ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ‌+ البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۷۵

یعنی ہم ہرگز کسی قوم یا ملک کو اس کی نافرمانی کے باعث عظیم الشان عذابوں میں مبتلا نہیں کرتے جب تک کہ ایک عظیم الشان رسول اس کی اطلاع اور اصلاح کے واسطے مبعوث نہ کر دیں۔

استدلال (ہ) خدا تعالیٰ کی قدیم لا تبدیل سنت و ابدی غیر متغیر قانون ہے کہ عظیم الشان عذابوں کے نزول و ورود سے قبل رسول مبعوث کرے (و) آج اقوام عالم یہود ہوں یا ہنود۔ نصاریٰ ہوں یا آریہ مجوس ہوں یا بدھ۔ نام کے مسلمان ہوں یا لامذہب اور بت پرست کیا سب کثرت سے نافرمانیوں میں مبتلا نہیں ہیں؟ (ز) کیا آج اقوام عالم یورپ میں ہوں یا افریقہ میں۔ ایشیا میں یا امریکہ میں آسٹریلیا میں ہوں یا جزائر میں ہوائی۔ بری۔ بحری عذابوں اور آفاتوں میں مبتلا نہیں؟ قحط طاعون زلازل۔ امساک باراں۔ جنگ اور خونریزی اور نئی سے نئی اور گوناگوں بیماریوں میں مبتلا نہیں؟ پس اگر یہ سب سچ ہے تو وہ رسول کہاں ہے

جو ان عظیم الشان مواخذوں سے قبل آنا ضروری تھا۔ پس وہ رسول مسیح موعود ہے۔ حقیقۃ الوحی تتمہ صفحہ ۶۴ و ۶۵۔

حضرت احمد علیہ السلام ہی صرف وہ رسول ہے جو گوناں گوں عذابوں اور عتابوں اور مواخذوں سے قبل خدا تعالیٰ کا پیغام لایا اور مخلوقات عالم کو سنایا اور خدا تعالیٰ نے ان الفاظ میں اس نبی اللہ کی آمد اور اس کے انکار کا ذکر کیا ہے

"دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہیں کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے (یعنی عظیم الشان عذابوں وغیرہ) اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

یہی وحی الٰہی اول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور ضرورت بعثت کی خبر قرآن کریم میں دے چکی ہے اور یہی وحی حضرت احمد علیہ السلام کی صداقت اور ضرورت بعثت ثابت کرنے کو حضرت صاحب پر نازل ہوئی۔ اگر حضرت محمدؐ رسول اللہ کی رسالت اس سے ثابت ہے تو حضرت احمد کی رسالت کیوں ثابت نہیں۔ صلی اللہ علیہما وسلم۔

وحی سوم۔ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۔ إِنَّ اللَّهَ فَذُو مَنٍّ عَلَيْنَا۔ البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۱۰۔ اور حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۔

استدلال (۱) حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول اللہ ہیں جیسا کہ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ سے ظاہر ہے (۲) حضرت صاحب ہدایت لے کر آئے جیسا کہ بِالْهُدَىٰ سے ظاہر ہے (۳) حضرت احمد جو دین پیش کرتے ہیں وہی دین الحق ہے باقی فرقوں کے پاس جو کچھ ہے وہ یا تو سراسر باطل ہے یا باطل کی آمیزش ہے۔ مگر اصل دین حضرت صاحب کا پیش کردہ ہے جیسا کہ دین الحق سے واضح ہے (۴) حضرت صاحب دنیا میں اس لیے بھی مبعوث ہوئے کہ اسلام [illegible]

اسلام کو جمیع ادیان عالم پر جو ماسوی الاسلام ہیں غالب کردیں - (۵)
حضرت احمد علیہ السلام کی بعثت اور رسالت ان ایام کفر و ضلالت میں خدا
تعالیٰ کی عظیم الشان نعمت ہے جیسا کہ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ مَنَّ عَلَیْنَا
سے ظاہر ہے +
پس جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت احمد علیہ السلام رسول اللہ نہیں یا ہدایت لیکر
نہیں آئے یا آپ کے سوا کسی دوسرے گروہ کے پاس دین الحق ہے یا یہ کہ
آپ نے دین الحق کو جمیع ادیان عالم پر غالب نہیں کیا یا یہ کہ آپ کی آمد عظیم
الشان نعمت الٰہی نہیں وہ کاذب اور مرتد ہے اور منکرین میں سے ایک +
وحی چہارم - وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ حقیقۃ
الوحی صفحہ ۸۲ - خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت احمد علیہ السلام کا رسول
اللہ ہو کر آنا جمیع اقوام کے واسطے ایک عظیم الشان نعمت و رحمت ہے
استدلال (۱) حضرت احمد علیہ السلام رسول اللہ ہیں جیسا کہ یہی
وحی اَرْسَلْنٰكَ سے ثابت ہے (۲) جمیع اقوام عالم کے واسطے
موجب رحمت ہیں جو رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ سے ظاہر ہے -
پس یہ کہنا کہ لندن یا امریکہ یا یورپ یا کسی دوسرے ملک میں حضرت احمد
علیہ السلام کا ذکر یا اس کے مشن کی تبلیغ سم قاتل ہے ایسے خیال کا اظہار وہی
شخص کر سکتے ہیں جو حضرت احمد علیہ السلام کے منکر اور اس وحی الٰہی کے مکذب
ہیں - ورنہ ایک خادم اور متبع اور خالص احمدی مسلمان کے منہ سے ایسے
الفاظ نکلنے ناممکن ہیں بلکہ جیسا کہ ایک احمدی حضرت احمد علیہ السلام کے
اتباع کو اِنَّ اللّٰهَ قَدْ مَنَّ عَلَیْنَا کہہ کر قبول کرتا ہے اور اپنے لئے رحمت
اور نعمت جانتا ہے وہ دوسروں کو کب اس نعمت اور رحمت سے محروم
رکھ سکتا ہے بلکہ ضرور ایسی حالت میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اس فرمان کو مد نظر رکھ کر کہے گا کہ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ

لیظفیہ ۔ صحیح بخاری۔

وحی پنجم ۔ اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ؞ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۱ یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تمہاری طرف حضرت احمد علیہ السلام کو رسول کرکے اور شاہد بنا کے بھیجا ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا ؞

استدلال ۔ (۱) حضرت احمد علیہ السلام نہ صرف ولی اللہ ہیں ۔ بلکہ آپ کے عقائد ۔ تعلیم اور افعال اور اعمال اہل عالم کے واسطے نمونہ ہیں تاکہ لوگ آئندہ اس بروز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ پر اپنے اعمال کو درست کریں اور یہ مدعا حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ حضرت احمد علیہ السلام کا مشن لوگوں کے سامنے پیش نہ ہو اور لوگ اس کو قبول کرلیں اور اس کی اتباع اور بیعت اختیار نہ کرلیں ۔ (۲) حضرت احمد علیہ السلام کے مقابلہ میں کوئی دشمن موجود ہے جس کو فرعون سے کثرت سے مناسبت اور مشابہت ہے اور جس دن وہ حضرت احمد علیہ السلام پر ہاتھ ڈالے گا تو وہ مع آل فرعون تباہ ہوگا ۔

یہی وحی الٰہی حضرت محمد رسول اللہ خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں قرآن کریم سورہ مزمل میں موجود ہے ۔

وحی ششم ۔ اِنَّ خَبَرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاقِعٌ ؞ البشریٰ حصہ ۲ صفحہ ۱۳۱ ۔ یعنی جو عظیم الشان خبر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے وہ ضرور واقع ہوگی ۔

استدلال (۱) حضرت احمد علیہ السلام رسول اللہ ہیں (۲) آپ نے قبل از وقت بیان کردہ عظیم الشان خبر ضرور واقع ہوگی اور یہی امر آپ کی صداقت پر گواہ ہوگا کہ وہ ضرور رسول اللہ ہے

حقیقۃ الوحی ۔ نزول المسیح ۔ تریاق القلوب وغیرہ کتب مطالعہ کرو

کیا اس رسول اللہ کے پیش از وقت بیان کردہ اخبار واقع ہوئے یا نہیں۔ پس جبکہ وہ اخبار غیبیہ جو عظیم الشان خبریں تھیں واقع ہوئیں تو آپ کو کیوں رسول اللہ نہ تسلیم کیا جاوے جبکہ قرآن کریم نے بھی یہی اصول قائم کیا ہے کہ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۷۵۔

اگرچہ کئی الہامات کثرت سے اور بھی ہیں جو حضرت احمد علیہ السلام کو رسول ہونے کے بارے میں ہوئے ہیں اور بعض الہامات تو کئی کئی دفعہ ہوئے ہیں تاہم صرف ان سات پر ہی سردست ہم اکتفا کرتے ہیں۔

بابِ ۳ سوم

میں وہ وحی اللہ ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت احمد علیہ السلام کو مرسل فرمایا ہے

وحی اولیٰ - يَا اَحْمَدُ جُعِلْتَ مُرْسَلًا ۔ یعنی اے احمد تو مرسل کیا گیا ہے

البشریٰ جلد دوم صفحہ

استدلال (۱) حضرت علیہ السلام کا نام احمد ہے (۲) حضرت احمد علیہ السلام مرسل من اللہ ہیں جیسا کہ جُعِلْتَ مُرْسَلًا سے ظاہر ہے۔ قرآن شریف میں مرسل اور رسول میں کوئی فرق نہیں۔ جیسا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۔ سورہ یٰس۔ پس جبکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وحی الٰہی سے مرسل ہیں تو حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام جُعِلْتَ مُرْسَلًا کی وحی الٰہی سے کیوں مرسل نہیں۔

وحی ثانی - سَيَقُوْلُ الْعَدُوُّ لَسْتَ مُرْسَلًا ۔ اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۳

یعنی عنقریب دشمن تیرے حق میں کہیں گے کہ تو مرسل نہیں ہے۔

استدلال (۱) حضرت احمد علیہ السلام خدا تعالیٰ کے مُرسَل ہیں۔
(۲) جو لوگ آپ کو مُرسَل یعنی رسول اللہ نہیں مانتے وہ حضرت احمد علیہ السلام کے دشمن ہیں (۳) عنقریب ایسے لوگ ظہور پذیر ہونے والے ہیں جیسا کہ سَیَقُوْلُ سے ظاہر ہے۔

سَیَقُوْلُ میں کھلی اور واضح فرد واحد کی خبر ہے جو اس گروہ کا لیڈر ہو کر آپ کے حق میں لَسْتَ مُرْسَلًا کا اعلان کرے گا اور دوسرے اس کی پیروی میں کہیں گے۔ اس گروہ کا امیر یا لیڈر اگرچہ بظاہر دوستی کا دم بھرتا ہوگا لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ حضرت احمد علیہ السلام کا دشمن ہے جیسا اَلْعَدُوُّ سے ظاہر ہے اَلْعَدُوُّ میں الف و لام اس کہنے والے کو دوسروں سے ممتاز کرتا ہے کہ اصل بانی لَسْتَ مُرْسَلًا کہنے کا کوئی مخصوص فرد ہے۔

جناب مولوی **محمد علی** صاحب اور ان کے رفقا اس وحی اللہ پر خوب غور کریں۔ کیا یہ سب سچ نہیں ہے۔ اور ان کی حالت پر چسپاں نہیں ہے۔

وحی ثالث یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ۔ البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۳۰۔ یعنی اے سید (حضرت احمد علیہ السلام) قرآن کریم حکمت والا گواہ اور شاہد ہے کہ تو مُرسَلوں میں سے ایک مُرسَل ہے اور صراط مستقیم پر صرف تو ہی ہے اور تجھکو عزیز رحیم ذات پاک نے اتارا ہے

استدلال (۱) حضرت احمد علیہ السلام مُرسَلوں میں سے ایک مُرسَل من اللہ ہیں جیسا کہ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ سے ثابت اور واضح ہے (۲) صرف آپ ہی اس وقت عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ہیں۔ باقی تمام لوگ صراط مستقیم کھو چکے ہیں۔ پس اس وقت آپ کے اتباع ہی موجب نجات ہیں۔ اور آپ پر ایمان لانا مدار نجات ہے کیونکہ صرف آپ ہی صراط

مستقیم پر ہیں جیسا کہ جیسا کہ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ سے ظاہر ہے (۳) خداوند تعالیٰ عزیز و رحیم نے اس مبارک انسان کو ان دونو صفات سے مرسل کرکے ارسال فرمایا ہے جیسا کہ اسماء عزیز اور رحیم بتا رہے ہیں (۴) آپ کے مرسل ہونے پر قرآن کریم شاہد ناطق ہے جیسا کہ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ سے ظاہر ہے۔

پس اب جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت احمد علیہ السلام کی آمد کی خبر قرآن کریم میں نہیں تو وہ بتائیں کہ خداوند عالم نے کیوں وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ بطور شہادت پیش کیا۔ اگر آپ ایسے مرسل نہیں جیسا کہ قرآن شریف میں مذکور ہیں تو آپ کی وحی ہیں اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ کیوں وارد ہوا۔ اگر دوسرے فرقہائے اسلام بھی بلا اتباع مسیح موعود علیہ السلام نجات پا سکتے ہیں تو آپ کو اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ کیوں کہا گیا

وحی رابع ۴ - لَا تَخَفْ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۱ - یعنی اے احمد ڈر مت تحقیق میرے ہاں مرسلوں کو کوئی ڈر نہیں۔

استدلال (۱) خدا تعالیٰ حضرت احمد علیہ السلام کو کہتا ہے ای احمد ڈر مت اور اس کی علت غائی یہ بتائی کہ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ۔

پس آپ چونکہ مرسل ہیں اور ایسے مرسل ہیں جیسا کہ مرسلان سابقہ تھے اور چونکہ ان کے حق میں لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ کی بشارت ہے لہذا تم کو بھی یہی بشارت دی جاتی ہے جو ان مرسلوں سے مخصوص ہے۔

اس وحی خداوندی نے بتایا کہ حضرت احمد مرسل اور مرسلان سابق میں کوئی فرق نہیں۔ بلحاظ نفس رسالت - اور قرآن شریف بھی یہی تعلیم دیتا ہے لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ - سورہ آل عمران - پس جو شخص حضرت احمد کو دوسرے مرسلوں کا سا مرسل نہیں جانتا تو وہ اس قول خدا

کا منکر ہے جو اول قرآن شریف میں وارد ہے اور دوم حضرت قدس کی وحی میں۔

وحی خامس۔ اِنِّیْ اَنَا الرَّحْمٰنُ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ

البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۰۰ - یعنی میں اللہ رحمٰن ہوں میرے ہاں مُرسلوں کو کوئی ڈر نہیں۔

استدلال (۱) حضرت احمد علیہ السلام کیونکہ مُرسل ہے محض مؤہبت الٰہی اور رحمانیت کے تقاضا سے کیونکہ رسولوں کا آنا رحمانیت ہی کی صفت کے ماتحت ہے (۲) چونکہ آپ مُرسل ہیں لہٰذا آپ کے واسطے تمام سامان ہدایت و تبلیغ و کامیابی خود خداوند عالم ہی کرے گا اور محض رحمانیت سے کرے گا۔ کیونکہ اس کے حضور مُرسلوں کو کوئی خوف اور فکر نہیں ہوتا۔

حضرت احمد علیہ السلام بھی دوسرے مُرسلوں کی طرح بلا کسی سر مو فرق کے اس سنۃ اللہ کے ماتحت رہے اور خود خدا تعالیٰ نے آج تک آپ کی نصرت اور تائید کے واسطے زمین سے آسمان سے نشانات اور سامان پیدا کیئے اور آپ بامراد اور کامیاب ہوئے۔

باب چہارم

میں وہ وحی اللہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرۃ احمد علیہ السلام کو بشیر و نذیر فرمایا ہے۔

وحی اُولیٰ۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۵ و ۸۶۔

استدلال۔ اس وحی الٰہی میں حضرت احمد علیہ السلام کو نذیر کہا گیا ہے اور از روئے قرآن کریم نبی اور نذیر ہم معنے ہے جیسا کہ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا

فِیْهِمَا نَذِیْرٌ اور لِکُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۔ دو نو آیات ملکر ثابت کرتی ہیں کہ نذیر اور رسول ہم معنی الفاظ ہیں ۔ پس حضرت احمد علیہ السلام نذیر بمعنی نبی اور رسول ہیں ۔ نذیر کا نام خود بتا رہا ہے کہ آپ کی بعثت گوناگوں عذابوں اور عتابوں اور مواخذوں کا پیش خیمہ ہے جیسا کہ آپ نے کئی عظیم الشان عذابوں کی اول خبر دی اور ویسا ہی ظہور میں آیا اور آرہا ہے

وحی ثانی ۔ اَنْذِرْ قَوْمَكَ وَقُلْ اِنِّیْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۔ البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۶۱ ۔ یعنی اے احمد اپنی قوم کو انذار پہنچا اور ان کو کہدے کہ میں کھلے کھلے طور پر ڈرانے والا ہوں +

استدلال (۱) حضرت احمد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو تیری مخاطب قوم ہے اس کو انذار سنا دے جیسا کہ اَنْذِرْ قَوْمَكَ سے ظاہر ہے (۲) حضرت احمد علیہ السلام جمیع اقوام عالم کی طرف نذیر ہیں ۔ اور خدا تعالیٰ کے حکم سے مامور ہیں اور جو انذار سناتا ہے وہ نہایت وضاحت اور توضیح سے سناتا ہے جیسا کہ لفظ مُبِیْن سے واضح ہے ۔

وحی ثالث ۔ یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ + وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ + البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۴ ۔ یعنی حضرت احمد علیہ السلام کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مدثر کھڑا ہو ۔ اور لوگوں کو انذار پہنچا ۔ اور وہ جو تیرا رب ہے بس تو اسکی کبریائی اور علو شان بیان کر +

استدلال (۱) حضرت احمد علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے انذار پہنچانے پر مامور ہیں جیسا کہ قُمْ فَاَنْذِرْ سے واضح ہے + (۲) اپنے رب کی کبریائی اور عظمت کی بیان اور اشاعت پر مقرر ہیں جیسا کہ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ سے ظاہر ہے ۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی الفاظ وحیاً سنائے گئے تھے اور یہی الفاظ حضرت احمد نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی الہاماً سنائے گئے ہیں ۔ بس اگر اس وحی سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی رسالت اور نبوۃ ثابت ہے تو حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالۃ ثابت نہ ہوگی +

وحی رابع - لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآءُ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ + حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۰ - یعنی اللہ تعالیٰ حضرت احمد علیہ السلام کو فرماتا ہے کہ اُس قوم کو انذار سنا دو جن کے باپ دادا عرصہ دراز سے انذار سنائے جانیسے غافل چلے آتے ہیں - اور مجرموں کی راہ کی ایسی طرح سے وضاحت کردے کہ فلاں فلاں اخلاق یا اعمال کے باعث وہ مجرم ہو چکے ہیں -

استدلال - حضرت احمد علیہ السلام کی غرض بعثت صرف دو امور ہیں - اول مخلوقات الٰہیہ کو خدا تعالیٰ کے آنیوالے عذابوں سے ڈرایا جاوے جو عرصہ دراز سے غافل چلے آرہے ہیں - دوم مجرموں کے عقائد اور اعمال سے مخلوق خدا کو آگاہ کرے - کہ فلاں عقائد اور اعمال کے باعث وہ خدا کے نزدیک مجرم ٹھہر چکے ہیں - قرآن کریم میں یہی الفاظ حضرت محمد رسول اللہ کے حق میں وارد ہیں - اور یہی فرض منصبی انکا قرار پایا ہے - اور یہی فرض منصبی حضرت احمدؑ کا اس وحی میں قرار دیا ہے - پس آپ نبی ہیں کیونکہ یہ منصب خاصہ انبیاء سے ہے +

وحی خامس - اِنَّآ اَرْسَلْنٰهُ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ - كُلُّ شَيْءٍ تَحْتَ قَدَمَيْهِ البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۹ - یعنی خدا فرماتا ہے کہ میں نے حضرت احمد کو رسول کر کے بھیجا ہے وہ شاہد ہے یعنی اہل عالم کے واسطے اسکے اعمال عقائد نمونہ اور منہاج ہیں - وہ مبشر ہے یعنی اپنے متبع گروہ کو گونا گوں بشارات سنانے آیا ہے اور نذیر ہے یعنی منکر گروہ کو رنگا رنگ عذابوں سے ڈرانے آیا ہے - اسکی آمد مثل موسلادھار بارش کے ہے - جو بادلوں سے نازل ہوتا ہے - اسمیں کڑک بھی ہوتا ہے - اور چمک بھی ہے اور کل چیزیں - اس کے قدموں یا فرمان کے نیچے ہے +

استدلال - ۱ - حضرت احمد علیہ السلام کے عقائد اور اعمال ہی اس وقت

اہل عالم کے واسطے نمونہ اور منہاج ہیں جو ان امور کو اس کے ذریعہ سے حاصل کرے گا تو نجات پائے گا ورنہ نہیں ۔ یہی شاہد کے معنے ہیں (۲) وہ مبشر بھی ہے اور نذیر بھی ہے ۔ اور قرآن شریف نے مُرسَل کے یہی فرائض قرار دیئے ہیں چنانچہ فرمایا مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۔ یعنی عظیم الشان بشارات یا انذار سُنانا صرف مرسلوں کا کام ہے اور مرسَل مُبَشِّر اور مُنْذِر ضرور ہوتے ہیں (۳) آپ کی آمد بارش کی طرح ہے ۔ بہتوں کے واسطے موجب رحمت ہے اور بہتوں کے لیئے باعث زحمت ہے ۔ (۴) آپ کی آمد کے ساتھ کئی قسم کے رعد و برق یا امتحان و ابتلاء وابستہ ہیں جن کا ہونا ضروری ہے (۵) حضرت احمد علیہ السلام کے زیر قدم یا زیر فرمان تمام چیزیں کردی گئی ہیں تا کہ اس کی تائید اور نصرت کریں ۔ پس جو مبارک انسان ایسا بڑا مرتبہ لیکر آیا ہے اگر وہ نبی اور رسول نہیں تو کس ولی کو یہ تمام درجات اور خصوصیات حاصل ہیں ۔

وحی سادس ۔ وَلِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَاۗؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۸۷ یعنی خدا تعالیٰ نے حضرت احمد علیہ السلام کو اس لیئے مبعوث کیا کہ وہ اُن اقوام کو خدا تعالیٰ کے مواخذوں اور عذابوں اور عتابوں سے ڈرائے جن کے باپ دادا عرصہ دراز سے انذار سنائے جانے سے بے خبر ہیں اور گوناں گوں غفلتوں اور جہالتوں میں مبتلا چلے آرہے ہیں ۔

استدلال (۱) حضرت احمد علیہ السلام اقوام عالم کے واسطے نذیر ہیں (۲) جن اقوام کو انذار پہنچانا ہے وہ صدیوں سے غافل چلی آرہی ہیں (۳) وہ خدا تعالیٰ کے قرب اور رشد مندی کی راہوں سے دور اور ایمان اور برکات ایمان سے بے نصیب اور غافل ہیں ۔

یہ شان کسی مجدد اور محدث کو بعد از حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوائے حضرت مسیح موعود احمد نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حاصل نہیں ورنہ اس کا ثبوت ایسے مدعیوں کے ذمہ ہے جو اس دعوے باطل کے قائل ہوں کہ دوسرے مجددوں اور محدثوں کو حضرت صاحب کے ساتھ خطابوں اور فرائض منصبی احمد کمالات میں شریک جانتا ہے ان کو لازم ہے کہ وہ انھیں الفاظ میں دوسرے مجددوں اور محدثوں سے انکا دعوی پیش کریں

باب ۵ پنجم

میں وہ وحی اللہ ہے جس میں حضرت مسیح موعود احمد علیہ السلام کو اسم احمد سے خدا تعالیٰ نے یاد کیا ہے

وحی اول - اِنَّا اَرْسَلْنَا اَحْمَدَ اِلٰی قَوْمِهٖ فَاَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا كَذَّابٌ اَشِرٌ - اربعین نمبر ۳ صفحہ البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۵۸ -

یعنی خدا تعالیٰ نے حضرت احمد علیہ السلام کو اُس کی قوم کی طرف رسول اللہ کر کے بھیجا پس قوم نے اُس کے قبول کرنے سے پہلو تہی کی اور کہدیا کہ وہ اپنے دعاوی میں جھوٹا ہے اور شر اور فساد کا پیدا کرنے والا ہے +

استدلال (۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے اسی طرح یہاں اِنَّا اَرْسَلْنَا اَحْمَدَ اِلٰی قَوْمِهٖ فرمایا جیسا کہ قرآن کریم میں حضرت نوح علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے کہ اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوْحًا - سورہ نوح رکوع اول یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حق میں فرمایا لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرَاهِيْمَ - سورہ حدید رکوع ۳ - یا حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے حق میں فرمایا کہ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ - سورۃ المؤمنون رکوع ۵ - وغیرہ یا سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے حق میں فرمایا کہ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاہِدًا ۔ سورہ مُزّمّل

(۲) خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام احمد بتایا ۔ اور یہ کہ وہ خدا کا رسول ہے (۳) مکذبین اور منکرین کی شکایت کی ہو کہ فَاَعْرِضُوْا عَنْہُ اگر اس پر ایمان لانا ضروری نہیں تھا تو اول تو حضرت صاحب کو رسول بنا کر بھیجنا لغو ٹھیرتا ہے اور دوم منکروں سے شکایت غلط اور بے جا ہوگی اور اگر یہ دونو باتیں درست ہیں تو پھر حضرت صاحب پر ایمان لانا فرض ہونا چاہیئے +

وحی دوم ۔ یَآ اَحْمَدُ جُعِلْتَ مُرْسَلًا + یعنی اے احمد تو مرسل مقرر کیا گیا ہے

استدلال (۱) حضرت احمد علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے یَآ اَحْمَدُ کر کے پکارا ۔ اور بار بار پکارا پس معلوم ہوا کہ آپ کا اسم مبارک احمد ہے ۔

قرآن کریم میں بھی یَآ اٰدَمُ ۔ یَآ ابراھیم ۔ یاموسیٰ ۔ یا نوح ۔ یا داؤدُ ۔ یا یحییٰ ۔ یا عیسیٰ ۔ یَا مریم کے نام سے جن کو مخاطب کیا ہے اور بار بار کیا ہے تو وہ ان حضرات کے اسماء معرفہ اور ان کے اسم ذات اور اگر کسی مبارک انسان کو کسی دوسرے نام سے یاد کیا ہے جو ان کا اسم ذات نہ ہو بلکہ اسم صفت ہو تو ایک یا دو نہایت تین بار وہ قرآن کریم میں مذکور ہے اس سے زیادہ نہیں ہاں جس عہدہ پر وہ انسان مامور اور مقرر ہو تو اس عہدہ کے نام سے بیشک بار بار بیان کیا گیا ہے مثلاً حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا اسم ذات محمد ہے تو یہ نام آپ کا بار بار قرآن کریم میں آیا ہے مگر چونکہ مُزّمّل ۔ مُدّثّر اور یٰسٓ آپ کے اسم اسماء صفاتیہ تھے لہٰذا یہ نام صرف ایک بار مذکور ہیں ہاں چونکہ آپ کا عہدہ نبوت و رسالت تھا لہٰذا آپ کئی بار یَآ اَیُّھَا الرَّسُوْلُ اور یَآ اَیُّھَا النَّبِیُّ کے خطاب سے یاد کیے گئے ہیں ۔ اسی طرح حضرت یونس کا نام تو بار بار آیا ہے مگر ذوالنون

اور صاحب الحوت ایک ہی دفعہ مذکور ہے۔ اسی طرح حضرت احمد علیہ السلام کے کا اسم ذات چونکہ **احمدؐ** ہے لہٰذا آپ کا یہ اسم مبارک بار بار آیا ہے۔ مگر آدم۔ نوح ابراہیم۔ اسحاق۔ یعقوب۔ یوسف۔ موسیٰ۔ ہارون داؤد۔ سلیمان۔ زکریا۔ یحییٰ مریم۔ اسمٰعیل۔ محمد وغیرہم علیہم الصلوٰۃ والسلام چونکہ اسم صفت تھے لہٰذا ایک دو دفعہ نہایت تین دفعہ مذکور ہیں۔ مگر جس عہدہ پر آپ مقرر تھے مثلاً رسول و نبی ہونا یا عیسیٰ ابن مریم ہونا ان خطبات سے آپ بار بار پکارے گئے ہیں

پس کوئی وجہ نہیں کہ آپ کا اسم ذات **احمدؐ** نہ ہو یا وہ نبی اور رسول نہ ہوں جبکہ انبیاء ماسبق اسی قانون مستمرہ کے ماتحت ہیں تو حضرت احمد علیہ السلام بھی اس قانون سے مستثنیٰ نہیں +

وحی سوم یَا اَحْمَدُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ + حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۰۔ ضمیمہ تحفہ گولڑہ صفحہ ۳۔ یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے احمد تو اور تیرا جوڑہ۔ خواہ بیوی ہو یا دوست وہ جنت میں رہیں۔

استدلال۔ (۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اسم مبارک احمدؐ ہے جیسا کہ آپ کو یا احمدُ سے مخاطب کیا گیا (۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو شخص آپ کا جوڑہ بن جاوے یعنی گو بظاہر آپ کی بیوی ہو یا روحانی رنگ میں آپ سے کمالات اور انوار اور فیوض جذب کرنے والا ہو وہ یقیناً اس بشارت کے بموجب بہشتی ہے اور نجات پائے گا +

وحی چہارم۔ بُشْرٰی لَکَ یَا اَحْمَدِیْ۔ اَنْتَ مُرَادِیْ وَمَعِیْ غَرَسْتُ کَرَامَتَکَ بِیَدِیْ۔ البشریٰ جلد ۱۔ صفحہ ۴۹۔ یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے احمد تیرے لئے خوش خبری ہے۔ تو میرا مقصد اور مدعا ہے اور تو میرے ساتھ ہے اور تیری بزرگی اور عظمت میں اپنے ہاتھوں سے قائم کروں گا۔

استدلال۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اسم مبارک احمد ہی ہے جیسا کہ

یا احمدی سے (۲) اس وقت خدا تعالیٰ کا مدعا حضرت احمد علیہ السلام کے منوا لینے اور اس کی عظمت کو ظاہر کرنے میں ہے (۳) حضرت احمد علیہ السلام ہی وہ مبارک انسان ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کا ساتھ دیا ورنہ عام فرق اسلامیہ کے پیرووں نے خدا تعالیٰ سے منہ موڑ کر اس کی طرف پشت کر دی ہے (۴) خدا تعالیٰ حضرت احمد علیہ السلام کے جلال اور عظمت کو اپنے مبارک ہاتھوں سے قائم کرے گا۔ اگرچہ مخالف اور منکر کتنا ہی زور لگائیں اور اس کے بیخ و بن کے اکھاڑنے پر کمر بستہ ہوں۔

وحی پنجم۔ بُورِکْتَ یَا اَحْمَدُ۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۵۷۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے احمد تو مبارک کیا گیا ہے اور تجھ میں برکات رکھی گئی ہیں۔

استدلال (۱) حضرت صاحب کا اسم مبارک احمد ہے یا رکھا گیا ہے (۲) وہ برکات اور انوار و کمالات جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور سے قبل براہ راست تمام فرق اسلامیہ کے افراد کو حاصل ہو سکتے تھے وہ آج صرف حضرت احمد علیہ السلام کی اتباع اور اطاعت سے حاصل ہو سکتے ہیں ورنہ محال ہے کہ ایک شخص خدا کے برگزیدہ اور فرستادہ سے الگ رہ کر خدا تعالیٰ تک پہنچ سکے۔ جیسا کہ بُورِکْتَ کا منشاء ہے۔

وحی ششم۔ یَا اَحْمَدُ بَارَکَ فِیْکَ۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۰ یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تجھ میں برکات رکھ دیئے ہیں۔

استدلال (۱) حضرت صاحب ہی احمد ہیں جیسا کہ اس وحی میں بھی یا احمد سے یاد کئے گئے ہیں (۲) اہل عالم کے واسطے سرچشمہ برکات اور فضل حضرت صاحب ہیں اور وہ اسی سرچشمہ اور منبع فیض سے آئندہ برکات حاصل کر سکتے ہیں ورنہ دائما محروم رہیں گے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں اَنَا خَاتَمُ الْاَوْلِیَاءِ لَا وَلِیَّ بَعْدِیْ اِلَّا الَّذِیْ مِنِّیْ وَ عَلٰی عَہْدِیْ۔ خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۵

اس وقت حضرت احمد علیہ السلام کو بار بار اس مبارک نام سے یا احمدُ
کہہ کر پکارا گیا ہے اور یہی خدا تعالیٰ کی سُنّت ہے کہ وہ اپنے رسولوں کو یا تو
اسم ذات سے بار بار یاد کرتا ہے یا اُس عہدہ کے نام سے جو اُن کو اُس
وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوتا ہے اور دوسرے صفاتی ناموں
سے بہت کم یاد کرتا ہے۔

باب ششم

میں وہ وحی اللہ درج ہے جس میں خدا تعالیٰ نے حضرت احمد علیہ السلام پر نزول جبرئیل کا ذکر کیا ہے

وحی اللہ۔ قَالُوْا اَنّٰی لَکَ ھٰذَا قُلْ ھُوَ اللّٰہُ عَجِیْبٌ۔ جَآءَنِیْ
اٰئِلُ وَاخْتَارَ۔ وَاَدَارَ اِصْبَعَہٗ وَاَشَارَ اَلَا وَعْدَ اللّٰہِ اَتٰی
فَطُوْبٰی لِمَنْ وَجَدَ وَرَاٰی۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۳۔ یعنی لوگ کہتے
ہیں کہ تجھے یہ مرتبہ کہاں سے حاصل ہوا کہہ خدا ذوالعجائب ہے۔ میرے پاس ائیل
آیا۔ اور اُس نے مجھے چن لیا۔ اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا تعالیٰ
کا وعدہ آگیا۔ پس مبارک وہ جو اُس کو پاوے اور دیکھے۔ طرح طرح کی بیماریاں
پھیلائی جائیں گی۔ اور کئی آفتوں سے جانوں کا نقصان ہوگا۔

استدلال (۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرماتے ہیں کہ اس جگہ
ائیل خدا تعالیٰ نے جبرئیل کا نام رکھا ہے اسلئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے
حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۱۰۲۔ (۲) آپ کے پاس جبرئیل نہ صرف ایک بار آیا
بلکہ بار بار آپ کے پاس رجوع کیا کرتا ہے (۳) حضرت جبرئیل خدا تعالیٰ کا
پیغام یا وحی لاتا رہا ہے۔ جیسا کہ اس الہام میں موجود ہے کہ وہ کئی باتیں
بتا گیا۔ پس جو لوگ نبیوں اور رسولوں پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کا وحی
لانا ضروری شرط نبوت قرار دیتے ہیں ان کے واسطے یہ امر واضح ہے

کہ حضرت صاحب کے پاس نہ صرف ایک بار جبرئیل آیا بلکہ بار بار رجوع کرتا تھا اور وحی خداوندی لاتا رہا۔ قرآن کریم میں نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ثابت ہے جیسا کہ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ۔ سورۃ الشعراء آیت ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ سے ظاہر ہے ورنہ دوسرے انبیاء کے واسطے جبرئیل کا نزول از روئے قرآن شریف ثابت نہیں صرف نزول وحی کے ساتھ فَيُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ۔ سورہ شوریٰ آیت ۵۲ آیا ہے یعنی اعلیٰ درجہ کی وحی کے ساتھ فرشتہ ضرور آتا ہے خواہ اس کو کوئی دوسرا فرشتہ کہو یا جبرئیل کہو۔ اور چونکہ حضرت احمد علیہ السلام بھی نبی اور رسول تھے اور آپ پر اعلیٰ درجہ کی وحی کا یعنی وحی رسالت کا نزول ہوتا رہا ہے لہٰذا آپ کی وحی کے ساتھ فرشتہ ضرور آتا تھا اور خدا تعالیٰ نے اس فرشتہ کا نام تک بتا دیا ہے کہ وہ فرشتہ جبرئیل ہی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی۔ وحی رسالت تھی یا نہ تھی اس کا ذکر کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۳ کے حاشیہ میں حضرت صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ "میری دعوۃ کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا" یہاں صاف مذکور ہے کہ آپ کو تین دعوے تھے۔ آپ مسیح موعود تھے ہیں۔ آپ کو وحی الٰہی ہوتی ہے۔ آپ مدعی رسالت ہیں۔ آپ کی وحی وحی رسالت،

باب ہفتم

میں وہ وحی اللہ ہے جس میں خدا تعالیٰ نے حضرت احمد علیہ السلام کو دین الحق اور الہدیٰ دے کر بھیجا

وحی اللہ۔ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ

عَلَى الدِّينِ كُلِّهٖ ۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۱۔ یعنی خدا تعالیٰ نے حضرت صاحب کو رسول کرکے۔ ہدایت دے کر بھیجا۔ اور دین الحق لائے۔ اور اس دین الحق کو جمیع ادیان عالم پر غلبہ کرکے دکھانا ہے۔

استدلال (۱) حضرت صاحب رسول ہیں (۲) آپ ضرور ہدایت لائے (۳) دین الحق آپ ہی کے عقائد۔ تعلیمات اور اعمال ہیں (۴) انہی کو جمیع ادیان پر غالب کرنے کو آپ تشریف لائے یہ آیت قرآنی کئی بار وحی ہوئی ہے پس جو لوگ نبی کے لئے ہدایت کا لانا ضروری خیال کرتے ہیں وہ خود غور کریں اگر آپ ہدایت لے کر نہ آئے تھے تو بِالْهُدٰى کے کیا معنی ہوں گے۔ ہم مناسب جانتے ہیں کہ بِالْهُدٰى کے معنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کردہ ہی یہاں لکھدیں کیونکہ بعض افراد ایسے معنے ہدایت لانے کے کر دیتے ہیں جو حضرت صاحبؑ کے بیان کردہ معانی سے مخالف اور مغائر ہوتے ہیں مگر ناواقف لوگوں کو ان کی ظاہری وجاہت پر دھوکا لگ جاتا ہے اور وہ اعتبار ظاہری ان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ حضرت صاحبؑ ہدایت کے یہ معنے کرتے ہیں "حق بات یہ ہے کہ خدا نے اس رسول (مسیح موعود) کو یعنی مجکو بھیجا ہے اور اس کے ساتھ زمانہ کی ضرورت کے موافق ہدایت یعنی (۱) راہ دکھانے کا علم (۲) تسلّی دینے کا علم (۳) اور ایمان قوی کرنے کا علم (۴) اور دشمن پر حجت پوری کرنے کا علم اور اس کے ساتھ دین کو ایسی چمکتی ہوئی شکل کے ساتھ بھیجا ہے کہ جس کا فی زمانہ اور خدا کی طرف سے ہونا بدیہی طور پر معلوم ہو رہا ہے" تریاق القلوب صفحہ ۴۱۔

باب ہشتم

میں وہ وحی الٰہی درج ہے جس سے ثابت ہے کہ حضرت صاحب احیاء دین و قیام شریعت کے واسطے مبعوث ہوئے ہیں +

وحی اللہ۔ یُحْیِی الدِّیْنَ وَ یُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۶ و ۱۰۷

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت احمد کی بعثت کی ایک غرض یہ ہے کہ الدِّیْن یعنی اسلام کو جو مردہ ہو چکا تھا زندہ کرے اور الشَّرِیْعَۃ میں قرآن شریف کو جو تمام فرق اسلامیہ نے پس پشت ڈالدیا تھا اس کو پھر قائم کرے۔

استدلال (۱) حضرت احمد علیہ السلام اُس وقت تشریف لائے جبکہ الدِّیْن[1] مر چکا تھا یا جاں بلب تھا تا کہ اس کو پھر از سر نو زندہ کرے۔ جیسا کہ یُحْیِی الدِّیْنَ سے ظاہر ہے (۲) شریعت اسلامیہ جو قرآن کریم ہے اور ایک کامل شریعت ہے اس کو لوگوں نے پس پُشت ڈال دیا تھا حضرت احمد علیہ السلام اسی کے قیام کے واسطے تشریف لائے ہیں۔

احیاء دین اور قیام شریعت نبیوں کا ہی اصل فرض ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو خدا نے کتاب یعنی شریعت دی تو اس کے

---

[1] الدین سے مراد ہی اسلام ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں وارد ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ یعنی تحقیق الدین سے مراد خدا تعالیٰ کے نزدیک الاسلام ہے اور یہی مقبول اور محبوب دین ہے نبی اور رسول دنیا میں اسی وقت آتے ہیں کہ الدین مر چکا ہو۔ یہاں بھی ظرف سے مراد مظروف ہے یعنی الدِّیْن سے مراد الدِّیْن کے پیرو ہیں۔ جو محض اسمی اور رسمی مسلمان کہلاتے ہیں اور جن سے حقیقت اسلام کوسوں دور ہے اور درحقیقت مردہ ہو چکے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم کہتا ہے اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ سورہ انفال آیت ۲۵۔ یعنی جس وقت اللہ اور اس کا رسول تم کو دعوت دے تو فوراً اس کی استجابت کرو کیونکہ اس کے عوض تم کو حیات تازہ بخشتا ہے یا از سرِ نو زندہ کرتا ہے۔ اور یہی غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک آمد کی ہے۔ اٰمَنَّا بِہٰذَا اِلٰکَ وَصَدَّقْنَا بِہٖ۔ منہ

قیام کے واسطے پے در پے رسول آتے رہے ان کی آمد کی اصل غرض اسی شریعت موسوی کا احیاء اور قیام تھا اور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام بھی ان ہی نبیوں میں سے آخری نبی تھے اور اسی غرض کے واسطے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب قرآن کریم کی شریعت کے احیاء اور اس کے قیام کے واسطے حضرت احمد علیہ السلام تشریف لائے۔

باب ۹ نہم

اس میں وہ وحی الٰہی درج ہے جس میں حضرت احمد علیہ السلام کو خداوند تعالیٰ کا حکم ہے کہ وہ اپنی متبع جماعت کو اپنی وحی سناویں

وحی اللہ۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۔ یعنی جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تجھ پر وحی نازل کی گئی ہے وہ ان لوگوں کو سنا جو تیری جماعت میں داخل ہیں۔

استدلال (۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی وحی اپنی جماعت کو سنانے پر مامور ہیں (۲) جماعت احمدیہ کو اس وحی اللہ پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا فرض ہے کیونکہ وحی اللہ اسی غرض کے واسطے سنائی جاتی ہے ورنہ اس کا سنانا اور پہنچانا بھی بے سود اور لغو فعل ہوگا جبکہ اس پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا مقصود بالذات نہ ہو۔

یہ شان بھی صرف انبیاء ہی کو حاصل ہے کہ ان کی وحی پر ایمان لایا جاوے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قرآن شریف میں یہی حکم ملا اور ان ہی الفاظ میں ملا اور بعدہ حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملا۔ پس یہ امر بھی آپ کی نبوت کی دلیل ہے +

باب (۱۰) دہم

میں وہ وحی اللہ ہے جس میں حضرت احمد علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے بیعت لینے کا حکم فرمایا ہے

وحی اللہ۔ اِصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَ وَحْيِنَا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ

حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس وحی کا ترجمہ یوں تحریر فرماتے ہیں کہ ہماری آنکھوں کے روبرو کشتی تیار کر اور ہمارے اشارہ سے وہ لوگ جو تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں وہ خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے +

استدلال (۱) خدا تعالےٰ نے ہی حضرت احمد علیہ السلام کو کشتی یا جماعت احمدیہ تیار کرنے کا حکم دیا ہے یہ جماعت خدا تعالےٰ کے حکم اور منشا سے قائم کی گئی ہے (۲) جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کے واسطے حضرت مسیح موعود سے یا آپ کی وفات کے بعد آپ کے نام سے حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر بیعت لازمی ہے (۳) جو لوگ اس بیعت میں داخل ہوتے ہیں وہ خدا تعالےٰ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے ہوتے ہیں۔

وحی اللہ (۲) جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا۔ اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کا نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے + مجموعہ اشتہارات صفحہ ۲۷۴

استدلال (۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیروی کرنا فرض ہے (۲) آپ کی بیعت میں داخل ہونا ضروری ہے (۳) اور آپ کی مخالفت کرنا اسی شخص کا کام ہے جو خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا ہے اور

اُس کا انجام جہنم ہے۔

پس جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت صاحب اور آپ کی وحی پر ایمان لانا جزو ایمان اور مدار نجات نہیں تو خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو خدا تعالیٰ اور رسول کا نافرمانی کرنے والا اور جہنمی قرار دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود بھی یہی نتیجہ بیان فرمایا ہے دیکھو اربعین نمبر ۴ صفحہ ۶ کا حاشیہ چنانچہ آپ فرماتے ہیں "چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اسی لیئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ہے جیسا کہ ایک الہامی یہ عبارت ہے۔ اِصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لیئے مدار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سُنے"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس فرمان کو پڑھ کر جو آپ نے خدا تعالیٰ کی وحی کی بنا پر فرمایا ہے پھر کسی فرد یا بعض افراد کا یہ کہدینا کہ (۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی پر ایمان لانا۔ یا آپ کی تعلیم کی پیروی کرنا یا آپ کی بیعت میں داخل ہونا مدار نجات نہیں۔ (۲) یا کہ فلاں ملک کے واسطے ضروری ہے مگر فلاں ملک کے لوگ درصورت انکار بھی نجات پاسکتے ہیں حالانکہ حضرت صاحب فرماتے ہیں۔ تمام انسانوں کے لیئے مدار نجات ٹھہرایا تو ایسا فرد یا افراد احمدی کہلانے کے ہرگز مستحق نہیں بلکہ نہایت بے شرم ہے اور مرتد۔ جو قرآن کریم کے فرمان (۱) لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

(۲) لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ کا خیال تک نہیں آ
حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی خدا کا نبی اور رسول ہے

باب یازدہم

جس میں وہ وحی اللہ ہے جس میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اتباع کو محبوب خدا بننے کے لیئے لازمی شرط قرار دیا ہے۔

وحی اللہ (۱) قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ + حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷۔ یعنی کہہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔

استدلال (۱) خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس بات کی اعلان کا حکم دیتا ہے اور اس کو ضروری حکم قرار دیکر تمام مخلوقات تک پہنچاتا ہے جیساکہ امر قل سے واضح ہے (۲) خدا تعالیٰ نے جیساکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہی وحی نازل فرماکر سب ادیان عالم کے پیرووں کو اعلان کردیا تھا کہ اس عظیم الشان نبی کے ظہور کے بعد کوئی شخص محبوب خدا نہیں ہوسکتا جب تک حضرت خاتم الانبیاء پر ایمان نہ لائے ویسا ہی فرمان حضرت احمد نبی اللہ علیہ السلام پر نازل فرماکر جمیع فرق اسلامیہ کے پیرووں کو اعلان کردیا کہ اس نبی کے مبعوث ہونے کے بعد کوئی شخص محبوب خدا نہیں ہوسکتا جب تک کہ بعد از حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت احمد نبی اللہ علیہ السلام پر ایمان نہ لاوے اور اس کی اتباع کامل نہ کرے۔ پس اس وحی الٰہی سے مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان لانا تمام انسانوں کا فرض ہوگیا ورنہ نجات نہیں۔

وحی اللہ (۲) اِتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھِیْمَ مُصَلًّی + ضمیمہ تحفہ گولڑویہ

[illegible] ابراہیم
(حضرت مسیح موعود) کے قدموں کی جگہ بناؤ یعنی کامل پیروی کرو تا نجات پاؤ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "ایسا ہی یہ آیت (یا وحی) اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب اُمت محمدیہ میں بہت فرقے ہوجاویں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم (یعنی مسیح موعود) پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نبیوں نے وعدہ دیا ہے اور میری نسبت اور میرے زمانہ کی نسبت توریت اور انجیل اور قرآن شریف میں خبر موجود ہے"۔ دافع البلاء صفحہ ۱۸۔
(۲) وہ پیغام جو مجھے خدا نے دیا وہ یہی ہے کہ۔ لوگ مجھے سچے دل سے مسیح موعود مان لیں+" (۳) "مسیح موعود کے آگے گردن خم کرنا اور غربت اور چاکری کی راہ سے اطاعت اختیار کرلینا ہر ایک دیندار اور سچے مسلمان کا کام ہے" مجموعۂ اشتہارات صفحہ ۳۷۵۔ پس جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت صاحب پر ایمان لانا اور اس کی اتباع کرنے سے نجات وابستہ نہیں وہ اپنی غلطی کی اصلاح کرلیں ورنہ خدا تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہونا پڑے گا

+ [illegible]

باب ۱۲ دوازدہم

میں وہ وحی اللہ ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکروں کو خدا تعالیٰ نے کافر کے نام سے یاد کیا ہے اور اُن کو اسمی اور رسمی مسلمان قرار دیا۔

وحی اللہ (۱) یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا

کفروا الی یوم القیٰمۃ ÷ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۴۷۔ یعنی اے عیسیٰ میں ہی تجکو وفات دہندہ ہوں اور اپنی طرف مرفوع کرنے والا ہوں اور کافروں کے بیان کردہ الزامات سے پاک کرنے والا ہوں اور تیری متبع جماعت کو تیری کافر جماعت پر فوقیت اور غلبہ تاقیامت دینے والا ہوں۔

استدلال (۱) حضرت احمد علیہ السلام ہی عیسیٰ موعود ہیں (۲) خدا تعالیٰ آپ کو طبعی موت سے وفات دہندہ ہے (۳) آپ بعد از وفات جمیع انبیاء کی طرح مرفوع الی اللہ ہو گئے (۴) آپ الزامات اور مفتریات لگانے والے کافر ہوں گے (۵) خدا تعالیٰ آپ کی بریت اور تطہیر کرے گا (۶) آپ کی متبع جماعت تاقیامت غالب اور فوق ہوگی (۷) آپ کی منکر جماعت کافر ہے اور قیامت تک مغلوب رہے گی۔

جو وعدے حضرت عیسیٰ ناصری علیہ السلام سے تھے وہی وعدے حضرت احمد عیسیٰ قادیانی علیہ السلام سے ہیں۔ پس جبکہ وعدوں اور انعامات میں مساوات ہے تو کیوں عہدۂ نبوت اور رسالت میں مساوات نہ ہو۔ اگر حضرت مسیح ناصری کا منکر کافر کہلاتا ہے باوجودیکہ وہ خدا تعالیٰ کو ایک اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شارع رسول اور توراۃ کو خدا کی کامل کتاب مانتے ہیں اور بظاہر اپنے آپ کو تعلیم توراۃ کا پابند کہتے ہیں اور اہل قبلہ ہیں تو کیوں حضرت مسیح موعودؑ کا منکر کافر نہ کہلائے گا۔ اور اگرچہ وہ خدا تعالیٰ کو ایک اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شارع رسول اور قرآن شریف کو خدا کی کامل کتاب مانتے ہوں اور بظاہر اپنے آپ کو تعلیم قرآن کا پابند کہتے ہیں۔ اور اہل قبلہ ہیں۔

وحی اللہ (۲) قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکُفَّارُ اِنِّیْ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۲۔ یعنی کہدو اے کافرو میں صادقین میں سے ہوں۔

استدلال (۱) خدا تعالیٰ حضرت احمد علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ آپ

منکروں کو یا ایہا الکفار سے مخاطب کرو۔ کیونکہ وہ تکذیب کرکے کافر ہوچکے ہیں (۲) خدا تعالیٰ کی طرف سے کئی مدعی نبوۃ و رسالۃ ہوئے ہیں اور وہ صادق اور راستباز تھے۔ اور میں بھی اُن ہی صادق مدعیوں میں سے ایک ہوں

وحی اللہ (۳) قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ

البشریٰ جلد ا صفحہ ۴۳ - یعنی کہدو اے کافرو جس معبود کو تم پوجتے ہو میں اُس معبود کو نہیں پوجتا۔

استدلال (۱) خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے منکرین کو یہاں بھی کافر کے نام سے موسوم کیا ہے (۲) خدا تعالیٰ نے حضرت احمد علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ کہدو کہ جس زندہ اور قادر اور مجیب الدعوات اور وحی اور الہام کرنے والے خدا کی عبادت کرتا ہوں وہ تمہارے اس معبود کی طرح نہیں جس کی طرف سے اپنے عابد کے ساتھ در گفتگو بند ہے سلسلۂ وحی و الہام منقطع ہے۔ اور دعاؤں کی قبولیت کے قبل از وقت خبر نہیں دے سکتا۔ ان حالات کے ساتھ اُس کی ہستی کا ثبوت معدوم ہے اور اُس کی الوہیت کی عبادت میں کوئی فرق نظر نہیں آتا

وحی اللہ (۴) قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ + عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يَرْحَمَكُمْ إِنْ عُدْتُمْ عُدْنَا + وَجَعَلْنَا لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا + حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۲ - ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے ایسا کرو تا تمہارا رب تم پر رحم کرے۔ اور اگر پھر شرارت کی طرف عود کرو گے تو ہم بھی اپنے عذاب کی طرف عود کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنایا ہے۔

استدلال (۱) خدا تعالیٰ نے حضرت صاحب کو فرمایا ہے کہ جس کو میرا محبوب بننا منظور و مقصود ہو اُس کو تیری اتباع کرنی اور تجھ پر

ایمان لانا لازمی شرط ہے ورنہ وہ میرا محبوب نہیں بن سکتا (۲) اگر تیرے منکر اس فرمان کو قبول نہ کریں بلکہ شرارت اور تکذیب پر کمربستہ ہوں تو ہم سزا دہی کی طرف متوجہ ہوں گے (۴) ان کافروں کے واسطے ہمارے پاس جہنم موجود ہے جو قید خانہ کا کام دے گا۔ یہاں صرف حضرت احمد علیہ السلام کے منکر اور اطاعت اور تبعیت میں نہ آنے والے گروہ کو کافر قرار دیا ہے اور جہنم اُن کے لیئے بطور قید خانہ قرار دیا ہے۔

وحی اللہ (۵) یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ ۔ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۹
یعنی دشمن ارادہ کریں گے کہ اپنے مُنہ کی پھونکوں سے خدا کے نور کو بجھا دیں اور خدا اپنے نور کو پورا کرے گا اگرچہ کافر کراہت ہی کریں۔

استدلال (۱) خدا تعالیٰ حضرت احمد علیہ السلام کو نور اللہ قرار دیتا ہے (۲) منکرین جو آپ کی تکذیب میں کمربستہ ہیں نور اللہ کے بجھانے والے ہیں (۳) ان کے براہین اور دلائل صرف مُنہ کی پھونک ہیں اصل حقیقت کچھ نہیں (۴) خدا تعالیٰ خود اس نور اللہ کو تکمیل اور کمال تک پہنچاوے گا (۵) اس نور اللہ کی تکمیل اور کمال کو دیکھ کر جلنے والے کافر ہیں۔

وحی اللہ (۶) سر انجام جاہل جہنم بود + کہ جاہل نکوعاقبت کم بود۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۵ ترجمہ جاہل کا انجام جہنم ہے۔ جاہل کا خاتمہ بالخیر کم ہوتا ہے

استدلال (۱) حضرت احمد علیہ السلام کا منکر جاہل ہے جیسا کہ وحی الٰہی اور حدیث شریف مَنْ لَّمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً ۔ (۲) ان جاہلوں کا انجام جہنم ہے (۳) جاہل کا خاتمہ بخیر یعنی توفیق قبول حق بہت کم ملتی ہے۔

وحی اللہ (۷) قُلْ عِنْدِیْ شَہَادَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ
حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۱ یعنی کہدو کہ میرے پاس خدا کی شہادت ہے کیا تم اس کو

قبول کرکے مسلم بنوگے۔

استدلال (۱) حضرت احمد علیہ السلام اپنی تصدیق میں شہادت من اللہ رکھتے ہیں اور فرقان الٰہی سے پیش کرتے ہیں (۲) قبول کرنے والے ہی صرف مسلم ہیں اور نہ قبول کرنے والے مسلم نہیں۔

(۸) وحی اللہ قُلْ عِنْدِیْ شَهَادَةٌ مِّنَ اللّٰهِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّؤْمِنُوْنَ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۔ یعنی کہہ میرے پاس خدا کی شہادت ہے کیا تم منظور کرکے مومن بنوگے۔

استدلال (۱) حضرت احمد علیہ السلام حکم خداوندی اپنی تصدیق میں شہادت پیش کرتے ہیں (۲) جو شہادت من اللہ پر ایمان لائیں گے وہی مومن کہلا سکنے کے مستحق ہیں ورنہ منکر ہوکر مومن کہلانے کے مستحق نہیں۔

(۹) وحی اللہ۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۰۔ کیا تو اپنے تئیں ہلاک کرے گا کہ وہ کیوں ایمان نہیں لاتے

استدلال (۱) حضرت احمد علیہ السلام کو اس قدر ہمدردی اور فکر رہتا تھا کہ خدا کے اس پیغام پر لوگ ضرور ایمان لائیں اور مومن بنیں جواب خدا کی طرف سے لائے تھے (۲) ایمان نہ لانے والے مومن کہلانے کے مستحق نہیں

(۱۰) وحی اللہ۔ قُلْ جَاءَكُمْ نُوْرٌ مِّنَ اللّٰهِ فَلَا تَكْفُرُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۰۔ یعنی کہہ تمھارے پاس خدا کا نور آیا ہے پس اگر مومن ہو تو انکار مت کرو۔

استدلال۔ (۱) اول حضرت احمد علیہ السلام نور من اللہ ہیں (۲) خدا تعالیٰ حکم دیتا ہے لوگ اس نور اللہ پر ایمان لاکر مومن بن جائیں (۳) اس نور اللہ کا انکار کفر ہے اور فَلَا تَكْفُرُوْا کہہ کر کافر ہونے سے منع فرمایا ہے۔ (۴) مومن وہی ہے جو اس نور اللہ کا کفر نہ کرے۔ ورنہ مومن نہیں۔

(۱۱) وحی اللہ - مَا اُرْسِلَ نَبِیٌّ اِلَّا اَخْزٰی بِہِ اللّٰہُ قَوْمًا لَا یُؤْمِنُوْنَ +
حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۰ - کوئی نبی نہیں بھیجا گیا جو اس کے آنے کے ساتھ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کو رسوا نہیں کیا جو اس پر ایمان نہیں لائے تھے

استدلال (۱) خدا تعالیٰ نے جس قدر نبی بھیجے ہیں وہ اس لیئے تاکہ لوگ ان پر ایمان لاکر مومن بن جاویں (۲) جو خدا کے نبی سے انکار کرے اور ایمان نہ لاوے مومن نہیں رہتا (۳) خدا تعالیٰ ضرور ایمان نہ لانے والوں کو اس نبی کے انکار پر رسوا کرتا ہے (۴) حضرت صاحب بھی ایک نبی ہیں (۵) آپ کے منکر بھی در صورت انکار مومن نہیں (۶) اور مواخذہ رسوائی سے نجات نہ پائیں گے جب تک حضرت صاحب پر ایمان لاکر مومن نہ بنیں۔

(۱۲) وحی اللہ - چو دور خسروی آغاز کردند + مسلماں را مسلماں باز کردند +
حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۷ - مقام او مبیں از راہ تحقیر + بدورانش رسولاں ناز کردند + البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۰۹ -

استدلال (۱) حضرت احمد علیہ السلام روحانی بادشاہ یعنی نبی اللہ ہیں اور آپ کے مبعوث ہونے سے دور خسروی یعنی دور نبوت آغاز ہو چکی ہے (۲) آپ کی بعثت پر تمام فرق اسلامیہ کے پیرو اسمی اور رسمی مسلمان کہلاتے تھے اور حقیقت اسلام سے قطعاً بے خبر تھے (۳) ان کو از سر نو حقیقی اسلام پر قائم کرنا اور حقیقی مسلمان بنانا مسیح موعود کا کام ہے (۴) مسیح موعود کی تحقیر اور اہانت اور استخفاف کرنا درست نہیں (۵) مسیح موعود کے دوران پر ہی رسولوں نے فخر کیا ہے - حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہی نتیجہ بیان فرمایا ہے

(الف) "بہرحال جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے" خط بنام عبد الحکیم سنہ ۱۹۰۶ء (ب) خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے الگ رہے گا وہ کاٹا جائے گا!

اشتہار بنام حسین کامی سفیر روم۔ (ج) "اللہ تعالیٰ اب ان لوگوں کو مسلمان نہیں جانتا جب تک وہ غلط عقائد کو چھوڑ کر راہ راست پر نہ آجاویں اور اسی مطلب کے لیئے خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا ہے" تقریر فرق درمیان احمدی و غیر احمدی۔ (د) "تمھیں ان تمام کو جو دعوی اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا" حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۸۔ (ہ) "یہ تہتر فرقے مسلمانوں کے جن میں بجز ایک کے سب عار اسلام اور بدنام کنندہ اس پاک چشمہ کے ہیں خود بخود کم ہوتے جائیں گے اور تمام ناپاک فرقے جو اسلام میں ہیں مگر اسلام کی حقیقت کے منافی ہیں صفحۂ زمین سے نابود ہو کر ایک ہی فرقہ رہ جائے گا جو صحابہ رضی اللہ عنھم کے رنگ پر ہوگا" تحفہ گولڑویہ صفحہ ۸۱۔ (و) "جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہیگا وہ خدا اور رسول کا نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے" اشتہار معیار الاخیار مورخہ ۲۵۔ مئی سنہ ۱۹۰۰ء

باب سیزدہم

میں وہ وحی اللہ ہیں جن میں حضرت احمد علیہ السلام کی وحی کو کتاب کے نام سے موسوم کیا گیا ہے

(۱) وحی اللہ۔ حٰمٓ۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ + البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۲۹ و ۱۴۰۔ حٰم۔ یہ آیات ہیں الکتاب کی جو منشاء الٰہی کو نہایت وضاحت سے بیان کرتی ہیں +

استدلال (۱) خدا تعالیٰ نے حضرت احمد علیہ السلام کے بہیئت مجموعی الہامات کو اَلْكِتٰبُ الْمُبِيْنُ فرمایا ہے (۲) اور جدا جدا الہامات کو آیات سے موسوم کیا ہے۔ حضرت صاحب کو یہ الہام متعدد دفعہ ہوا ہے۔ پس آپ کی وحی بھی جدا جدا آیت کہلا سکتی ہے۔ جب کہ خدا تعالیٰ نے ان کو ایسا نام

دیا ہے اور مجموعہ الہامات کو الکتاب[1] المبین کہہ سکتے ہیں

(۲) وحی اللہ - یا یحیٰی خُذِ الْکِتَابَ بِقُوَّۃٍ - البشریٰ جلد اصفحہ ۵۱

یعنی اے یحیٰی الکتاب کو مضبوط پکڑ - یعنی اس پر کامل طور سے عمل کر -

استدلال - (۱) خدا تعالیٰ نے حضرت صاحبؑ کو یحیٰی کے نام سے موسوم کیا ہے (۲) حضرت صاحبؑ کو حکم دیا کہ وہ **الکتاب** یعنی جو وحی اللہ ان کو ہوتی ہے اس پر ضرور عمل پیرا ہوں اور مضبوطی سے ہوں (۳) یہاں بھی حضرت صاحب کی وحی کو **الکتاب** سے موسوم کیا۔

پس جس شخص یا اشخاص کے نزدیک نبی اور رسول کے واسطے کتاب لانا ضروری شرط ہے خواہ وہ کتاب شریعت کاملہ ہو یا کتاب المبشرات و المنذرات ہو تو انکو واضح ہو کہ انکی اس شرط کو بھی خدا نے پورا کر دیا ہے اور حضرت صاحب کے مجموعہ الہامات کو جو مبشرات اور منذرات ہیں الکتاب کے نام سے موسوم کیا ہے

---

[1] قرآن کریم میں لفظ الکتاب جیسا کہ توریت شریف کے واسطے آیا ہے لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتَابَ سورہ بقرہ رکوع ۹ اسی طرح قرآن کریم کے واسطے بھی آیا ہے اِنَّا سَمِعْنَا کِتَابًا اُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰی سورہ احقاف رکوع ۴ - اگرچہ وہ دو نو کتابیں شریعت کی کتابیں ہیں مگر اس کے علاوہ چند سطور کی تحریر کو کتاب کے نام سے موسوم کیا ہے جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس مکتوب کو جو ملکہ سبا کے نام تھا قرآن کریم میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے اِذْهَبْ بِّكِتٰبِیْ هٰذَا اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ سورہ نمل رکوع ۳ - اس قدر تحریر کو بھی کتاب فرمایا ہے جب قرآن کریم چند سطور کی بلکہ ایک سطر کی تحریر بھی کتاب کہلا سکتی ہے تو بیشک حضرت احمد علیہ السلام کے مجموعہ الہامات توراۃ شریف یا قرآن کریم کی طرح مکمل کتاب اور شریعت تو نہیں تاہم بسبب اس کے کہ کئی سو الہامات کا مجموعہ ہیں الکتاب المبین کے نام سے ضرور موسوم ہو سکتا ہے - منہ

پس آپ اس پہلو سے بھی نبی ثابت ہیں۔ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ

باب چہاردہم (۱۴)

میں وہ وحی اللہ ہیں جن میں حضرت احمد علیہ السلام کو امر اور نہی ہوئے ہیں اور آپ نے اس پر خود اور اپنی جماعت سے عمل کیا اور کرایا ہے

۱ وحی اللہ۔ قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ + حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۔ یعنی کہدو کہ میں مامور ہوں اور اپنی ماموریت پر سب سے اول ایمان لایا ہوں۔

استدلال خدا تعالیٰ نے حضرت صاحبؑ کو امر کیا کہ آپ کہدیں کہ میں مامور من اللہ ہوں اور حضرت صاحبؑ نے اس پر تا بہ وفات عمل کیا۔

(۲) وحی اللہ قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۵۶۔ یعنی کہدو کہ اے جمیع اقوام عالم میں تم سب کی طرف رسول اللہ ہو کر آیا ہوں۔

استدلال۔ حضرت صاحب کو امر ہوتا ہے۔ آپ اعلان کردیں کہ میں جمیع اقوام عالم کی طرف رسول اللہ ہوں۔ حضرت صاحب اس پر تا بہ وفات عمل کرتے رہے۔ اور بادشاہوں اور نوابوں اور وزیروں اور امیروں اور راجوں اور جمیع اقوام عالم کو دعوت اور تبلیغ گوناگو رنگوں میں کرتے رہے۔

۳ وحی اللہ۔ اَنْذِرْ قَوْمَكَ وَقُلْ اِنِّیْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ۔ البشریٰ صفحہ ۱۶۔ یعنی قوم کو انذار پہنچا دے اور کہدے کہ میں نذیر ہو کر آیا ہوں کہ انذار کھول کر سناتا ہوں +

استدلال۔ حضرت صاحبؑ کو خدا تعالیٰ سے یہ امر ہوتا ہے اور آپ تا بہ وفات انذار کی پیشگوئیاں سناتے رہے

۴ وحی اللہ۔ اِصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَ وَحْیِنَا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ

حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۰۔ یعنی ایک کشتی میری آنکھوں کے سامنے بنا اور میری وحی سے بنا۔ تحقیق جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت خدا تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

استدلال (۱) خدا تعالیٰ نے آپؑ کو ایک کشتی بنانے کا حکم دیا۔ آپؑ نے اس پر عمل کر کے کشتی نوح بنائی۔ لوگوں کو اس کشتی میں سوار ہونے کی دعوت یوم وصال تک دیتے رہے۔ وہ کشتی آپ سے بیعت کرنا ہے۔ اور آپ کی تعلیم پر عمل کرنا اور آپ کی وحی پر ایمان لانا ہے (۲) جماعت احمدیہ میں جس قدر لوگ آپ کی وحی پر ایمان لائے۔ آپؑ سے بیعت کی۔ آپؑ کی تعلیم پر عمل کر رہے ہیں وہ سب اسی حکم کی تعمیل میں ہی ہوا۔ اور اسی امر پر عمل کرنے کے واسطے جماعت کو الوصیت میں تا قیامت آپؑ کے نام پر بیعت لینے کا حکم کر گئے۔

۵ وحی اللہ۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَالْمُعْتَرَّ۔

البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۲۸۔ یعنی اے نبی بھوکوں اور فاقہ کشوں کو کھانا کھلا دے

استدلال۔ حضرت صاحبؑ کو امر ہوتا ہے کہ آپ بھوکوں اور فاقہ کشوں کو کھانا کھلائیں۔ آپؑ نے خود بھی اس پر فوراً عمل کیا۔ اور جماعت کے لوگوں سے تعمیل کرائی +

۶ وحی اللہ۔ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔ البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۴۱۔ یعنی اے احمد لوگوں کو معروف احکام کی تعلیم و تبلیغ کر اور منکر باتوں سے روک اور منع کر۔

استدلال - (۱) حضرت صاحب نے خود اس ارشاد خداوندی پر تمام عمر عمل کیا۔
(۲) اور جماعت احمدیہ کو اس پر عمل کرنے کی تعلیم دی۔

(۷) **وحی اللہ** - قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۔ البشریٰ جلد ا صفحہ ۲۹ ۔ یعنی ای احمد مومنوں کو کہدو کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں۔ اور اپنے فروج کی نگہداشت کریں یہ عمل ان کے تزکیہ کے واسطے بہت ضروری ہے

استدلال (۱) حضرت صاحب خود بھی اس فرمان خداوندی پر عامل رہے (۲) اور جماعت احمدیہ کو بھی اس کی تاکیدی تعلیم دی۔

(۸) **وحی اللہ** - اَحْسِنْ اِلٰى اَحْبَابِكُمْ وَعَلَّمَكُمْ مَا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۔ البشریٰ جلد اول صفحہ ۴۰ ۔ یعنی اپنے احباب سے حسن سلوک کرو۔ اور اس نبی نے تم کو ان علوم کی تعلیم دی جو تم نہ جانتے تھے۔

استدلال - یہاں خداوند کریم نے اپنے احباب سے حُسن سلوک کا حکم دیا ہے۔

(۹) **وحی اللہ** - يَا دَاوٗدُ عَامِلْ بِالنَّاسِ رِفْقًا وَّاِحْسَانًا ۔ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا ۔ البشریٰ جلد اول صفحہ ۴۴ یعنی اے داؤد لوگوں سے نرمی اور احسان سے پیش آئے ولے۔ جب کبھی تم کو لوگ تحفہ تعظیم و سلام پیش کریں تو تم اس سے بہتر تحفہ و تعظیم و سلام پیش کرو۔

استدلال - یہاں حضرت صاحب اور آپ کے خدام کو اس حکم پر عمل کرنے کا ارشاد ہوا ہے۔

(۱۰) **وحی اللہ** - یہ طریق اچھا نہیں۔ اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبد الکریم کو۔ خُذُوا الرِّفْقَ الرِّفْقَ فَاِنَّ الرِّفْقَ رَاْسُ الْخَيْرَاتِ ۔ البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۶۳۔

استدلال - حضرت صاحبؑ کو حکم ہوا کہ مولوی عبد الکریمؓ کو ان کی سخت گیری سے روک دیا جاوے۔ آپ نے روکا۔ اور مولوی صاحب موصوف نے اس حکم کی تعمیل کی اور سخت گیری کی عادت سے رک گئے

الغرض

ایک سو سے زائد وحی اللہ آپ پر ایسی نازل ہوئیں جنمیں امر موجود ہے اور قریباً پچاس ایسی وحی اللہ ہیں جنمیں نہی موجود ہے اور ان میں سے بعض الہام کئی کئی بار ہوئے ہیں۔ بعض وہ وحی اللہ جن میں نہی موجود ہے درج ذیل ہیں +

(۱) وحیُ اللہ۔ وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ +

یعنی نہ تو لوگوں سے بدخلقی سے پیش آ۔ اور نہ لوگوں کی ملاقات سے تھک البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۱۷۔

استدلال حضرت صاحب کو خدا تعالیٰ نے خلق اللہ کے ساتھ بدخلقی سے پیش آنے سے روکا ہے اور یہ کہ آپ لوگوں کی ملاقات سے اکتاویں نہیں اور آپ ساری عمر اس پر عامل رہے۔

(۲) وحیُ اللہ۔ وَلَا تَيْئَسْ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اَلَا اِنَّ رَوْحَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ

یعنی اے احمد اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا خبردار ہو کہ اللہ کی رحمت قریب ہے

استدلال۔ حضرت صاحب پر بڑی بڑی مشکلات اور تکالیف وارد ہوئیں آپ نے اس فرمان خداوندی پر عمل کیا اور مایوس نہ ہوئے اور خدا نے وعدہ پورا کیا۔

(۳) وحیُ اللہ۔ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ

البشریٰ جلد اول صفحہ ۳۱۔ یعنی اے احمد آپ لوگ سست نہ ہوں اور غم نہ کریں کیا خدا تعالیٰ اپنے بندہ کے لیئے کافی نہیں۔

استدلال حضرت صاحب ساری زندگی میں باوجود گوناگوں تکالیف اور مصائب و شدائد کے کبھی بھی سست نہ ہوئے اور فرض تبلیغ کو خوب ادا کیا اور کوئی غم و حزن نہ کیا اور خدا تعالیٰ نے بتا دیا کہ وہ ہی اپنی بندہ کی تائید کے واسطے کافی تھا۔

(۴) وحی اللہ۔ یُخَوِّفُوْنَكَ مِنْ دُوْنِہٖ اَئِمَّةُ الْكُفْرِ۔ لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی۔ یَنْصُرُكَ فِیْ مَوَاطِنَ + البشریٰ جلد ا صفحہ ۴۶۔ یعنی اے احمدؑ ائمہ کفر غیر اللہ سے ڈراتے ہیں مگر ڈرومت تو ہی غالب رہیگا مختلف ممالک میں تیری نصرت کرے گا +

استدلال باوجود سختی مخالفین کے حضرت صاحب گھبرائے نہیں اور ڈرے نہیں اور خدا تعالیٰ نے آخر کار ہر جگہ غالب کردیا اور مختلف بلاد میں لوگ آپؑ کی اتباع میں آتے جاتے ہیں +

(۵) وحی اللہ۔ کوئی درباری میرے حلقۂ اطاعت سے گزرنے نہ پاوے۔ کوئی درباری اس جرم پر سزا سے محفوظ نہیں رہے گا + البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۲۸۔

استدلال۔ حضرت صاحب کو خداوند عالم فرماتا ہے کہ اپنے دربار میں ان لوگوں کو حکم سنا دو جو آپ کے درباری کہلانے کو فخر جانتے ہیں کہ میری حلقہ اطاعت سے گزرنے نہ پاویں اور ترک اطاعت نہ کریں۔ ورنہ خواہ کوئی کتنا ہی مکرم معظم درباری کیوں نہ ہو۔ وہ اس ترک اطاعت کے جرم پر سزا سے محفوظ نہیں رہے گا۔ حضرت صاحب نے اپنی جماعت کو سخت سے سخت حکم صادر فرمایا اور ترک اطاعت پر جماعت سے خارج کرنے کا حکم دیا۔ دیکھو کتاب کشتی نوح صفحہ ۱۷۔

(۶) وحی اللہ۔ چو دور خسروی آغاز کردند + مسلماں را مسلماں باز کردند + البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۰۸۔ مقام او مبیں از راہ تحقیر + بدورانش رسولاں ناز کردند + ایضاً ص ۱۰۹

استدلال۔ یہاں سب لوگوں کو حضرت احمد علیہ السلام جن کے حق میں ہے کہ بدورانش رسولاں ناز کردند ان کے مقام کو استخفاف اور تحقیر سے دیکھنے والوں کو روکا ہے۔

الغرض آپؑ کی وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ چنانچہ آپؑ خود اسی طرح ارشاد فرماتے ہیں "اگر کہو کہ صاحب الشریعت افترا کرکے ہلاک ہوتا ہے

نہ ہر ایک مفتری۔ تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا تعالیٰ نے افتریٰ کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کیئے اور اپنی امت کے لیئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی + (۲) اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰی۔ یعنی قرآنی تعلیم توراۃ میں موجود ہے۔ (۳) اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفار امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفار احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی غرض یہ سب خیالات فضول اور کوتہ اندیشیاں ہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے نفس پر حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ سے یہ احکام صادر کرے کہ جھوٹ نہ بولو۔ جھوٹی گواہی نہ دو۔ زنا نہ کرو۔ خون نہ کرو۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا بیان شریعت ہے جو مسیح موعود کا بھی کام ہے۔ پھر وہ دلیل تمہاری کیسی گاؤ خورد ہو گئی کہ اگر کوئی شریعت لاوے اور مفتری ہو تو تیئیس ۲۳ برس تک زندہ نہیں رہ سکتا۔" اربعین نمبر ۲ صفحہ ۶ و ۷۔

"چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہیں اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لیئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر نازل ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا گیا۔"

دیکھو خدا تعالیٰ نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو کشتی نوح قرار

دیا ہے اور تمام انسانوں کے لیئے اس کو مدار نجات ٹھیرایا ہے۔ حاشیہ اربعین نمبر ۴ پس جو لوگ کہتے ہیں کہ نبی اور رسول وہی مبارک انسان ہوسکتا ہے جس کی وحی میں امر بھی ہو اور نہی بھی یعنی صاحب الشریعت ہو۔ تو حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے یہ معترض اس پہلو سے بھی ملزم ہیں

باب پانزدہم ۱۵

میں وہ وحی اللہ میں جو سوائے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی دوسرے نبی اور رسول کے بارہ میں شاذ و نادر نازل ہوئی ہیں

(۱) قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (۲) قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (۳) وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (۴) هُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (۵) وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۶) جَرِيُّ اللّٰهِ فِىْ حُلَلِ الْاَنْبِيَآءِ (۷) دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى (۸) قَدْ جَآءَكُمْ نُوْرٌ مِّنَ اللّٰهِ فَلَا تَكْفُرُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۹) اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (۱۰) مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (۱۱) مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (۱۲) يُلْقِى الرُّوْحَ عَلٰى

نوٹ اس کا ترجمہ حضرت صاحب نے یوں فرمایا ہے کہ جس پر اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے اُنپر روح ڈالتا ہے یعنی ان کو منصب نبوۃ بخشتا ہے اور یہ تمام برکت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ حقیقۃ الوحی۔ صفحہ ۹۵

مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۔ كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ (۱۳) اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (۱۴) اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (۱۵) چو دورِ خسروی آغاز کردند + مسلماں را مسلماں باز کردند + مقام او مبیں از راہ تحقیر + بدورانش رسولاں ناز کردند + ۔

بابؔ شانزدہم

میں وہ وحی اللہ ہے کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء ہیں اور حضرت احمد خاتم الاولیاء ہیں صلی اللہ علیہما وسلم

قَالَ الْمَسِيْحُ الْمَوْعُوْدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِوَحْيِ اللّٰهِ تَعَالٰى ۔ اِنِّيْ عَلٰى مَقَامِ الْخَتْمِ مِنَ الْوِلَايَةِ كَمَا كَانَ سَيِّدُ الْمُصْطَفٰى عَلٰى مَقَامِ الْخَتْمِ مِنَ النُّبُوَّةِ ۔ وَاِنَّهٗ خَتْمُ الْاَنْبِيَاءِ ۔ وَاَنَا خَاتَمُ الْاَوْلِيَاءِ لَا وَلِيَّ بَعْدِيْ اِلَّا الَّذِيْ هُوَ مِنِّيْ وَعَلٰى عَهْدِيْ ۔ خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۵ یعنی حضرت مسیح موعود خدا تعالیٰ کی وحی سے فرماتے ہیں کہ میں ولایت کے سلسلہ کو

له حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرماتے ہیں خطبہ الہامیہ کی مبارک وحی ہیں اور سرورق پر یہ عبارت موجود ہے کہ هٰذَا هُوَ الْكِتَابُ الَّذِيْ اُلْهِمْتُ حِصَّةً مِّنْ رَّبِّ الْعِبَادِ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ مِّنَ الْاَعْيَادِ ۔ فَقَرَأْتُهٗ عَلَى الْحَاضِرِيْنَ بِاِنْطَاقِ رُوْحِ الْاَمِيْنِ ۔ بَلْ هِيَ حَقَائِقُ اُوْحِيَتْ اِلَيَّ مِنْ رَّبِّ الْكَائِنَاتِ ۔ وَاِنِّيْ سَمَّيْتُ هٰذِهِ الرِّسَالَةَ خُطْبَةً اِلْهَامِيَّةً وَاِنِّيْ عُلِّمْتُهَا اِلْهَامًا مِّنْ رَّبِّيْ وَكَانَتْ اٰيَةً +

ختم کرنے والا ہوں جیسا کہ ہماری سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوۃ کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے اور وہ خاتم الانبیاء ہیں اور میں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میری مہر سے ہوگا۔

استدلال حسب الہام خداوندی حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں۔

(۱) حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مقام الختم من النبوۃ ہیں اور (۲) میں علیٰ مقام الختم من الولایت ہوں (۳) حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور (۴) میں خاتم الاولیاء ہوں۔

یعنی سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس منتہائے مقام پر ہیں جہاں منارۂ نبوۃ و رسالۃ کی رفعت و بلندی ختم ہو جاتی ہے اور کسی نبی و رسول کو وہ علوّ شان اور بلندی عظمت اور بزرگی نصیب نہیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے پس اس منتہائے مقام اور مرتبہ کو حاصل کرنے والا نبوۃ میں حضرت محمد رسول اللہ ہے اسی سبب سے وہ خاتم الانبیاء ہے اور چونکہ وہ دوسرے انبیاء ماسبق کی نبوۃ و رسالۃ کا مصدق بھی ہے لہٰذا یوں بھی خاتم الانبیاء ہے اور چونکہ آپ کے بعد بھی کوئی کسی دوسرے مذہب کا پیرو نبی اور رسول نہیں ہو سکتا جب تک کہ آپ کا مطیع اور متبع نہ ہو۔ لہٰذا آپ خاتم الانبیاء ہیں۔

اسی طرح حضرت احمد علیہ السلام اس منتہائے مقام پر ہیں جہاں منتہائے ولایت و امامت کی رفعت و بلندی ختم ہو جاتی ہے اور کسی ولی اور مجدد کو وہ علو شان اور عظمت اور بزرگی نصیب نہیں جو حضرت احمد علیہ السلام کو ہے اسی سبب سے وہ خاتم الاولیاء ہے۔ اور چونکہ وہ دوسرے اولیاء ماسبق کی ولایت اور امامت کا مصدق بھی ہے لہٰذا یوں بھی خاتم الاولیاء ہے۔ اور چونکہ آپ کے بعد کوئی کسی دوسرے فرق اسلامیہ کا پیرو ولی اور امام نہیں ہو سکتا جب تک کہ آپ کا مطیع اور متبع نہ ہو۔ لہٰذا آپ خاتم الاولیاء

ہیں - پس جیسا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیا رہنا مانع نبوت و رسالت نہیں اسی طرح سے حضرت احمد علیہ الصلوۃ والسلام کا خاتم الاولیاء ہونا مانع ولایت و امامت نہیں - صرف فرق اس قدر ہے کہ جو شخص کہ بعد از حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے وہ صرف وہی مبارک انسان ہو سکتا ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطیع اور متبع ہو اور آپ کے عہد یعنی قرآن کریم کا پابند ہو یعنی اُمتی ہو - اسی طرح سے جو شخص بعد از حضرت احمد علیہ السلام ولی کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے وہ صرف وہی مبارک انسان ہو سکتا ہے جو حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مطیع و متبع ہو اور آپؑ کے عہد کا پابند ہو یعنی احمدی ہو اور آپؑ کے تمام مجموعہ الہامات البشریٰ کا یقینی طور پر پابند ہو اور آپ کے حکم و عدل ہونے کو جان و دل سے تسلیم کرتا ہو - یہی معنے اِلَّا الَّذِیْ ھُوَ مِنِّیْ وَ عَلٰی عَھْدِیْ کے درست اور صحیح ہو سکتے ہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر جمیع ادیان عالم سے فیض نبوت اُٹھ کر صرف اسلام میں محدود ہو گیا - اور حضرت احمد علیہ السلام کی آمد پر جمیع فرق اسلامیہ سے فیض ولایت اُٹھ کر صرف احمدیت میں محدود ہو گیا +

پس جو شخص خاتم الانبیاء کے یہ معنے کرے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مطلق نبوۃ اور رسالۃ مسدود اور منقطع ہے تو اُس کو لازماً تسلیم کرنا پڑے گا کہ خاتم الاولیاء کے یہ معنے ہیں کہ حضرت احمد علیہ السلام کے بعد مطلق ولایت اور امامت مسدود اور منقطع ہے - پس بڑا ہی بدقسمت گروہ یا وہ شخص ہے جس پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعمت نبوۃ روک دی اور حضرت احمد علیہ السلام نے نعمت ولایت

بند کر دی۔ گویا تیرہ سو سال سے تو نبی ہونا منع ہو چکا تھا اور دروازہ نبوت بند ہو چکا تھا مگر اب قیامت تک ولی ہونا منع ہو چکا ہے اور باب ولایت بھی مسدود ہو چکا ہے۔ پس چاہیئے کہ اہل تشیع کی طرح سیاہ پوش ہو کر اس ماتم میں سینہ کوبی کریں اور اپنی حالت پر مرثیہ گو و نوحہ خواں ہوں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۲ پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔ وَاِنَّ نَبِیَّنَا خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اِلَّا الَّذِیْ یُنَوَّرُ بِنُوْرِہٖ وَیَکُوْنُ ظُهُوْرُہٗ۔ یعنی درحقیقت ہمارے نبی خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہی جو آپ کے نور سے منور ہو چکا ہو۔ اور اس کا ظہور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظلی ظہور ہو۔

مواہب الرحمن صفحہ ۶۶ پر فرماتے ہیں۔ وَنُؤْمِنُ بِاَنَّہٗ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اِلَّا الَّذِیْ رُبِّیَ مِنْ فَیْضِہٖ وَاَظْهَرَہٗ وَعْدُہٗ۔ یعنی ہمارا ایمان ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہی جو آپ کے فیض سے تربیت یافتہ ہو اور اس کی پیشگوئی کے بموجب ظاہر ہوا ہو۔

صفحہ ۶۷ پر فرماتے ہیں۔ نَعْنِیْ بِخَتْمِ النُّبُوَّۃِ خَتْمَ کَمَالَاتِهَا عَلٰی نَبِیِّنَا الَّذِیْ هُوَ اَفْضَلُ رُسُلِ اللّٰهِ وَاَنْبِیَائِہٖ وَنَعْتَقِدُ بِاَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اِلَّا الَّذِیْ هُوَ مِنْ اُمَّتِہٖ وَمِنْ اَکْمَلِ اَتْبَاعِہٖ الَّذِیْ وَجَدَ الْفَیْضَ کُلَّہٗ مِنْ رُوْحَانِیَّتِہٖ وَاَضَاءَ بِضِیَائِہٖ الخ۔ یعنی ختم نبوۃ سے ہماری مراد ختم کمالات نبوۃ ہے ہمارے نبی پر وہ جو سب خدا کے رسولوں اور نبیوں سے افضل ہے اور ہمارا اعتقاد ہے کہ اس کے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہی جو اس کی امت میں سے ہو اور

اور اس کا کامل متبع ہو۔ وہ جس کو تمام فیض اس کی روحانیت سے نصیب ہوا ہو اور اس کی روشنی سے منور ہوا ہو۔

جو معانی حضرت صاحب نے یہاں لفظ خاتم کے لیئے ہیں یہی معنے خاتم الاولیاء میں کرنا درست ہیں جو خود حضرت اقدس نے کر دیئے ہیں کہ لا وَلِیَّ بَعْدِیْ اِلَّا الَّذِیْ هُوَ مِنِّیْ وَعَلٰی عَهْدِیْ اور یہی حق ہے اور اسی پر ہمارا ایمان ہے

بعض اعتراضوں کا ضروری اور مختصر جواب

اعتراض اوّل ۔ آپ نے باب اول میں ایک وحی اللہ کی عبارت یوں پیش کی ہے کہ ۔ دنیا میں ایک نبی آیا۔ حالانکہ عام اور متعارف قرارت یوں ہے کہ ۔ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پس کیونکر درست ہو سکتا ہے۔

جواب ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ اس کی دوسری قرارت یہ ہے کہ۔ دنیا میں ایک نبی آیا۔ ایک غلطی کا ازالہ

قرآن کریم میں جہاں تک ہم غور کرتے ہیں نبی اور نذیر میں کوئی فرق نہیں۔ بلکہ نذیر اور بشیر ہونا نبی کی لازمی صفت ہے جیسا کہ وارد ہے وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ اور ایک مقام پر آیا ہے وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ تو دوسرے مقام پر اسی مطلب کو اس طرح ادا کیا ہے کہ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۔ میں رسول اور نذیر ہم معنے قرار دیئے۔

اعتراض دوم ۔ آپ نے باب اول میں نمبر ۳ ۔ الہام یوں درج کیا ہے کہ زمین کہتی ہے يَا نَبِيَّ اللّٰهِ كُنْتُ لَا اَعْرِفُكَ پس زمین کا کہنا ہم پر کیا حجت ہے ۔ اور اس الہام کی ایک قرأت يَا وَلِيَّ اللّٰهِ بھی ہے

لَا اَعْرِفُکَ بھی وارد ہے پس نبی کے بجائے ولی کیوں نہ مان لیں۔

جواب ۔ اگر زمین کا کہنا حجت نہ تھا تو خدا تعالیٰ نے اس کی خبر کیوں اپنی مخلوق کو بذریعہ حضرت مسیح موعود پہنچائی اور اگر زمین کا کہنا امر واقعہ نہیں تو خدا تعالیٰ نے اس کی ساتھ ہی تردید کیوں نہ کر دی۔ علاوہ ازیں کئی دوسرے الہامات اس کے مؤید ہیں جن میں نبی کا لفظ حضرت صاحبؑ کی شان میں وارد ہے۔ پس زمین نے کیا غلط کہا۔

الاستفتا ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۵ پر یہی الہام درج ہے وہاں زمین کہتی ہے بھی اس کے قبل موجود نہیں۔ پس دوسری قراءت صرف یا نبی اللہ کنت لا اعرفک بھی موجود ہے۔

اگر ایک انسان مبارک کو ولی اللہ بھی کہا جاوے اور نبی بھی تو دونوں میں سے جو درجہ بڑا ہے اس کا مرتبہ آخری وہی قرار پائے گا۔ مثلاً قرآن کریم میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر بھی کہا مومن بھی۔ اول المومنین۔ ولی بھی۔ نبی اور رسول بھی اور خاتم النبیین بھی۔ پس آپ صرف بشر یا مومن یا ولی ہی نہیں بلکہ نبی و رسول اور خاتم النبیین بھی ہیں اسی طرح یہ سمجھ لو کہ ہر ولی نبی نہیں ہوتا اور ہر نبی ولی ہوتا ہے۔ پس ولی اللہ ہو کر آپ نبی اللہ بھی ہیں۔

جیسا کہ ایک شخص بی۔ اے بھی ہے اور ایم اے بھی پس اگر ہم کسی وقت اس کو بی اے بھی لکھ دیں اور ایم اے بھی تو اس کا مرتبہ آخری باطل نہیں ہوگا بلکہ وہ بیشک بی اے تو ہے مگر اس سے بڑھ کر ایم اے بھی ہے +

اعتراض سوم ۔ آپ نے پیش کیا ہے کہ انبیاء اگرچہ بودہ اند بسے من بعرفان نہ کمترم از کسے + اگرچہ حضرت صاحبؑ عرفان میں نبیوں کے مساوی ہوں مگر اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ آپ نبی بھی ہیں +

جواب ۔ عرفان اور معرفت کے درجات ہیں۔ جو معرفت اور عرفان ایک نبی کو حاصل ہوتا ہے وہ ایک غیر نبی کو ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔

قرآن شریف نے صالحین - شہداء اور صدیقین سے بڑھ کر نبیوں کا مرتبہ رکھا - ایک غیر نبی زیادہ سے زیادہ صدیق کے مرتبہ ترقی کر سکتا ہے مگر نبوت ان کو حاصل نہیں ہو سکتی پس جب ان کو نبوت کا مقام حاصل نہیں تو نبیوں کے برابر عرفان کب حاصل ہو سکتا ہے - فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ کے ماتحت صالح پر فوق علم اور صاحب عرفان و معرفت شہید ہے اور شہید پر فوق صدیق ہے اور صدیق پر فوق نبی ہے - پس نبی کے برابر دوسرا انسان جو غیر نبی ہو کیونکر صاحب معرفت و عرفان ہو سکتا ہے جب تک کہ نبی نہ ہو - تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ کی رو سے ممکن ہے کہ ایک نبی سے بڑھ کر دوسرے نبی کو عرفان حاصل ہو مگر ایک غیر نبی کو نبی کے برابر کیونکر یہ مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے -

حضرت صاحب تو فرماتے ہیں کہ انبیاء اگرچہ بہت ہوئے ہیں مگر میں عرفان میں کسی سے بھی کم نہیں پس اس عرفان کا آپ کو دعویٰ ہے جو مخصوص بہ انبیاء ہے نہ غیر انبیاء +

اعتراض چہارم - باب پنجم میں آپ نے حضرت صاحب کے بارہ میں وہ الہامات درج کئے ہیں جن میں آپ کو اسم احمد سے یاد کیا ہے اور اس طرح آپ ان کا حقیقی نام احمد ثابت کرنا چاہتے ہیں حالانکہ آپ کو غلام احمد کے نام سے بھی یاد کیا گیا ہے جیسا کہ ایک الہام ہے - غلام احمد کی جے - غلام احمد قادیانی - پس کیا سبب ہے کہ آپ کا نام غلام احمد نہ ہو +

جواب - ہم نے وہاں اس باب میں قرآن کریم سے کئی مثالیں دیکر ثابت کیا ہے کہ جس مبارک انسان کو خدا تعالیٰ نے بار بار کسی ایک نام یا عہدہ سے یاد کیا ہے درحقیقت وہی اس کا اصلی اور حقیقی نام یا عہدہ ہے اور اسی قاعدہ کی رو سے حضرت صاحب کو جو بار بار احمد کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور آپ کو نبی اور رسول کہہ کر پکارا پس آپ ہی احمد ہیں اور

آپ نبی و رسول ہیں۔ اس کے علاوہ جس قدر ناموں یا عہدوں سے آپؑ کو یاد کیا گیا ہے وہ ضمنی نام اور اعتباری ہیں جو بطور اسم صفت واقع ہوئے ہیں مثلاً آپؑ کو آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ یعقوب۔ یوسف۔ موسیٰ۔ ہارون داؤد۔ سلیمان۔ یحییٰ۔ زکریا۔ محمد۔ وغیرہم علیہم الصلوٰۃ والسلام ناموں سے یاد کیا ہے تو یہ نام اسم احمد کے مقابلہ میں بہت کم آئے ہیں۔ اس لیئے اسم صفت ہیں۔ مسیح۔ اور نبی اور رسول اور مرسل کے علاوہ ولی اللہ اور محدث اور ابن مریم۔ مریم وغیرہ بہت کم ہیں پس یہ سب آپؑ کی صفت ہیں۔ اور دراصل آپؑ مسیح موعود نبی اللہ رسول اللہ ہیں۔ یہی حال قرآن کریم میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ آپؐ کا اصلی اور حقیقی نام محمدؐ ہے اور اسی نام سے بار بار یاد کیئے گئے ہیں۔ عبد اللہ۔ یٰس۔ مدثر۔ مزمل وغیرہم اسماء بہت کم آئے ہیں لہذا یہ سب آپؐ کی صفات ہیں۔ اسی طرح سے آپؑ کو بار بار نبی اور رسول کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ پس آپؑ درحقیقت نبی اور رسول کے عہدہ پر مقرر تھے۔ اس کے علاوہ آپؑ کو مومن۔ اول المومنین حنیف مسلم۔ اور خاتم النبیین بھی کہا گیا ہے مگر بہت کم۔ پس یہ نام آپؑ کی صفات میں داخل ہیں۔

اعتراض پنجم۔ باب ششم میں آپ نے حضرت صاحبؑ پر نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی ثابت کیا ہے حالانکہ حضرت صاحبؑ نے جبرئیل کا ایسا نزول بند فرمایا ہے۔

جواب چونکہ وحی کا لانا نبی اور رسول پر جبرئیل ہی کا کام ہے لہذا از روئے قرآن کریم و احادیث صحیحہ نزول جبرئیل مطلقاً ہرگز بند نہیں اور نہ کسی مقام سے ایسا ثابت ہو۔ ہاں چونکہ حضرت صاحبؑ کے نزدیک قرآن کریم کامل اور مکمل شریعت ہے اسلیئے حضرت جبرئیل آئندہ تا قیامت ایسی وحی لے کر نہ آوے گا جس میں قرآن کریم کی وحی کی ترمیم یا تنسیخ ہو یا اس پر کمی و

وبیشی ہو۔ ہاں وحی مبشرات و منذرات کا لانا حضرت جبرئیلؑ کے واسطہ سے ہرگز منع نہیں۔ اور یہی مذہب علماء اہل سنت کا رہا ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان حجج الکرامۃ صفحہ ۴۳۱ پر اس کی تصدیق اس طرح کرتے ہیں

"عیسیٰ را بعد از نزول وحی الہٰی آید۔ چنانچہ در حدیث نواس بن سمعان نزد مسلم وغیرہ آمدہ یَقْتُلُ الدَّجَّالَ عِنْدَ بَابِ لُدٍّ الشَّرْقِیِّ فَبَیْنَمَا ھُمْ کَذٰلِکَ اَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ اِنِّیْ قَدْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا مِّنْ عِبَادِیْ لَا یَدَانِ لَکَ بِقِتَالِھِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِیْ اِلَی الطُّوْرِ الحدیث۔ وظاہر آنست کہ آرندہ وحی بسوئے او جبرئیل علیہ السلام باشد بلکہ ہمیں یقین داریم و دراں تردد نمی کنیم چہ جبرئیل سفیر خدا است درمیان انبیاء علیہم السلام و فرشتہ دیگر برائے ایں کار معروف نیست ابو حاتم در تفسیر خود آوردہ امد وَکَّلَ جِبْرِیْلُ بِالْکُتُبِ وَبِالْوَحْیِ اِلَی الْاَنْبِیَاءِ۔ وآنکہ بر السنہ عام مشہور شدہ کہ نزول جبرئیل بسوئے ارض بعد موت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ شود بے اصل است و در چند حدیث نزول او بزمین آمدہ"

یعنی حضرت عیسیٰ کو نزول کے بعد وحی الہٰی ہوگی چنانچہ مسلم وغیرہ کے نزدیک نواس بن سمعان کی حدیث میں وارد ہے کہ وہ دجّال کو لُد کے شرقی باب کے پاس قتل کرے گا۔ خدا تعالیٰ حضرت مسیح کو وحی کرے گا کہ میں نے اپنے بندوں میں سے ایسے بندے پیدا کیے ہیں کہ تجھے ان کے مقابلہ کی قدرت نہیں۔ پس میرے بندوں کو طور کی طرف لے چل۔ پس اب ظاہر ہے کہ وحی کا لانے والا اس کی طرف جبرئیل کا ہوگا۔ بلکہ ہمارا تو اس بات پر یقین ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کیونکہ جبرئیل خدا تعالیٰ کا پیغام رساں ہے اس کے نبیوں کی طرف۔ اور دوسرا فرشتہ اس منصب کے واسطے معروف نہیں ہے۔ ابو حاتم نے اپنی تفسیر میں بیان

کیا ہے کہ جبرئیل کو خدا تعالیٰ نے الکتاب اور الوحی لانے پر نبیوں کی طرف مقرر کیا ہے۔ اور یہ جو عام لوگوں کی زبان پر جاری ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نزول جبرئیل زمین کی طرف نہ ہوگا ایک بے اصل اور بے حقیقت بات ہے بلکہ بعض احادیث میں انکا نزول زمین پر ثابت ہے۔

پس حضرت صاحبؑ نے صرف وحی شریعت لانے کی صورت میں نزول جبریل منع تحریر فرمایا ہے جس میں وحی شریعت سے قرآن کریم کی کامل شریعت میں تغیر و تبدل و ترمیم و تنسیخ واقع ہو۔ دوسرے وحی الہام کے بارہ میں اُس کا نزول منع نہیں۔

اب جبکہ حضرت صاحبؑ کی وحی میں بار بار نزول جبریل ثابت ہے تو اس کے مقابلہ میں حضرت صاحبؑ کی تحریر کے سوائے اس کی اور کیا تشریح ہوسکتی ہے اور کیوں ایسی تاویل کی جاوے جس سے خدا کی وحی باطل ہو حالانکہ وحی الٰہی سے نہ صرف بار بار رجوع حضرت جبرئیل کا ثابت ہے بلکہ ساتھ وحی بھی لایا ہے جو اُس کی روح ہے۔

اعتراض ششم۔ باب ہفتم میں آپ نے ایک وحی درج کی ہے جس سے ثابت کیا ہے کہ حضرت صاحبؑ ہدایت لائے۔ دین الحق لائے حالانکہ نہ حضرت صاحبؑ ہدایت لائے اور نہ دین حق بلکہ ہدایت کا لانا بند ہو چکا ہے۔

جواب۔ خواہ کوئی نئی شریعت جدیدہ لائے جیسا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوئے ہیں یا نہ لائے جیسا کہ امت موسوی میں کئی رسول ہوئے یا حضرت احمد علیہ السلام اسلام میں ہو چکے ہیں سب ہدایت لاتے ہیں۔ اگر کسی کے نزدیک ہدایت بمعنی شریعت ہو تو بیشک وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ہو چکی ہے اور اس کے بعد کوئی نئی ہدایت یا شریعت نہیں۔ مگر اس طرح تو جسقدر

رسول اور نبی شریعت جدیدہ نہ لائے ہوں ہدایت لانے سے محروم رہتے ہیں حالانکہ از روئے قرآن کریم ہدایت لانا سب نبیوں اور رسولوں کے ساتھ ضروری امر ہے پس معلوم ہوا کہ ہدایت کوئی اور شئے ہے اور شریعت کوئی اور شئی ہے ہر شریعت ہدایت ہی مگر ہر ہدایت شریعت نہیں اور قرآن کریم میں کہیں بھی یہ بات ثابت نہیں کہ شریعت اور ہدایت مساوی المعنی ہیں جیسا جانتا ہے اسکو چاہئے کہ وہ قرآن شریف سے ثبوت دے ورنہ اُس کا ایسا دعویٰ درست نہیں۔

خدا تعالیٰ نے بار بار هوالذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق الخ الہام حضرت صاحبؑ کو کیا ہے پس اگر حضرت صاحبؑ ہدایت نہ لائے تھے ارسل رسوله بالهدیٰ کے معنے ہی کیا ہوے۔ اور اگر کوئی دین الحق ساتھ نہ لائے تھے تو دین الحق کا جملہ کیوں ہر الہام میں لازماً موجود ہے پس جبکہ خود خدا تعالیٰ نے بار بار شہادت دی ہے کہ آپ ہدایت اور دین الحق لائے ہیں تو اس سے انکار کرنے والا احمدی کیونکر ہو سکتا ہے۔

ہدایت ایک لفظ ہے جس کے ایک معنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اعلم بالقرآن ہیں اور حکم و عدل ہیں اور خدا کے فرستادہ ہیں کیئے ہیں اور ایک معنے کسی مولوی نے۔ پس ہم پر فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کردہ معنے لیں اور مولوی کے معنے پر لعنت بھیجیں جبکہ اس کے معنے حضرت حکم و عدل کے خلاف ہوں۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسیح موعود کو ہم نے رسول کیا اور دین الحق کے ساتھ ارسال کیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ درست ہی اور میں ہدایت لایا۔ مگر ایک مولوی کہتا ہے کہ ہدایت لانا منقطع ہو چکا ہے پس ضرور مولوی کے معانی خدا تعالیٰ کی وحی اور مسیح موعود کے فرمان کے خلاف ہیں۔ لہٰذا وہ قابل نفرت اور توجہ کے قابل نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہدایت کے معنے ہیں (۱) راہ دکھانے

کا علم (۲) تسلی دینے کا علم (۳) ایمان قوی کرنے کا علم (۴) دشمن پر اتمام حجۃ کرنے کا علم۔ تریاق القلوب صفحہ ۱۶۱۔ اور یہ ہدایت سب نبی اور رسول لائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی لائے ہیں جو اس کے خلاف معانی کرکے صفحوں کے صفحے سیاہ کرتا ہے وہ درحقیقت اپنا نامہ اعمال سیاہ کر رہا ہے۔

دین الحق سے مراد یہی اسلام ہے۔ جو حضرت مسیح موعود لائے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود سے قبل ایمان ثریا پر چلا گیا تھا جیسا کہ لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ۔ صحیح البخاری۔ سو ثابت ہے اور حضرت مسیح موعودؑ اس کو بار دیگر لائے ورنہ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُہٗ وَمِنَ الدِّیْنِ اِلَّا رَسْمُہٗ وَمِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا حَرْفُہٗ کا مصداق ہو چکا تھا۔ حضرت صاحب حقیقت دین الحق سمجھانے آئے اور یہی حق ہے۔

اعتراض ہفتم۔ آپ نے باب ہفتم میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ یُحْیِی الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ کا مصداق ہے کیوں نہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مراد لیئے جاویں کہ یہ کام اسی پاک رسولؐ کا ہے۔

جواب اول تو یہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہوا ہے نہ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پس کیوں ہم اصل منزل ترک کرکے بلا وجہ حضرت محمد رسول اللہؐ مراد لیں (۲) دوم جبکہ احیاء دین اور قیام شریعۃ ہر نبی اور رسول کا کام ہے۔ تو جس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہو سکتے ہیں خود حضرت مسیح موعود بدرجہ اولیٰ مراد ہو سکتے ہیں کیونکہ نزول الہام حضرت احمد علیہ السلام پر ہی ہے (۳) حضرت احمد علیہ السلام کے ایام بعثت میں آپؑ کو یہ الہام ہوا جس کا مضمون یہ ہے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں۔ یعنی ارادہ الہٰی احیاء دین کے لیئے جوش میں ہے۔ لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص محیی کی تعیین ظاہر نہیں ہوئی اسلیئے وہ اختلاف میں ہے۔ البشریٰ

جلد ا ضمیمہ ۱۲ کشف نمبر ۲۳۔ اس کے بعد یہ کشف ہے کہ " اسی اثنا میں خواب میں دیکھا کہ۔ لوگ ایک محیی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کے سامنے آیا اور اشارہ سے اُس نے کہا کہ۔ ھٰذَا رَجُلٌ یُّحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے۔ اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرط اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے سو وہ اس شخص میں متحقق ہے " دیکھو براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۰۲ ۵۰۳ حاشیہ در حاشیہ۔

اس قدر عبارت سے معلوم ہوا کہ (۱) جس وقت چودھویں صدی ہجری آنے لگی تو ملاء اعلیٰ میں کسی شخص محیی الدین کے بارہ میں بحث درپیش ہوئی (۲) وقت اور زمانہ تو یہی ہے اور ضرورت بعثت رسول تو طے شدہ مانا گیا تھا مگر اگر کوئی بحث باقی تھی تو صرف کسی مبارک انسان کے انتخاب میں تھی کہ کون اس مقدس عہدہ پر مامور و مفتخر ہو۔ (۳) انتخاب انسان میں اختلاف تھا اور کوئی شخص معین نہ ہوسکتا تھا کہ اتنے میں ایک شخص نے حضرت احمد علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا کہ یہی شخص اس عہدہ جلیلہ کے واسطے مناسب اور موزون ہے (۴) چونکہ اس عہدہ پر تقرر کے واسطے شرط اعظم محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھی تو اس کو بھی حل کر دیا کہ ھٰذَا رَجُلٌ یُّحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ یعنی اس شخص میں محبت رسول متحقق ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اسلام کے احیاء ثانیہ کے واسطے حضرت احمد علیہ السلام ہی منتخب ہوئے ہیں اور وہی محیی الدین قائم الشریعۃ ہیں دوسرا انسان اس سے مراد نہیں ہوسکتا۔ اور یہ امر خود آپ کے اس کشف نے اچھی طرح سے ظاہر کر دیا۔ وہو المطلوب ۔

اعتراض ہشتم۔ باب دہم میں آپ نے فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام امر الٰہی کے سے اپنی وحی کی بنا پر بیعت لیتے تھے۔ حالانکہ ایسا

دعوی حضرت صاحب کا اپنے الفاظ میں ثابت نہیں۔

جواب اول تو خود الفاظ وحی الٰہی بتا رہے ہیں کہ اِصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَ وَحْيِنَا تو اسی حکم خداوندی کی بنا پر بیعت لی گئی ہے۔ دوم آپ سے جب سوال ہوا کہ کیا آپ صوفیاء کی طرح عام طور پر بیعت لیتے ہیں یا بیعت لینے کے لیئے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم تو امر الٰہی سے بیعت لیتے ہیں جیسا کہ ہم اشتہار میں بھی یہ الہام لکھ چکے ہیں کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ الخ ملفوظات احمدیہ ڈائری سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۲۷۔

اعتراض نہم۹ ۔ آپ نے باب یازدہم میں تحریر کیا ہے کہ محبوب خدا بننے کے لیئے حضرت مسیح موعود کی اتباع لازمی شرط ہے پس معلوم ہوا کہ اب صرف سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ کی اتباع کرنا انسان کو محبوب خدا نہیں بنا سکتا۔ کیا یہ درست ہے۔

جواب اول تو جس قدر نبی اور رسول ہوئے ہیں ان کی بیعت کی اصل غرض یہ نہیں کہ لوگ ان کی نبوت اور رسالت پر ایمان لے آویں تو گویا نجات مل جاوے گی بلکہ اصل غرض تو یہ ہے کہ ان کو خدا تعالیٰ سے آشنا کر دیں اور اس سے ملا دیں اور جو امور ان کو خدا تعالیٰ تک پہنچانے والے ہوتے ہیں تو وہ قولاً وفعلاً وعملاً بتا دیں اور جو امور ان کی راہ میں حائل اور سد راہ ہوں ان سے روک دیا جاوے۔ پس اسی ذیل میں نبی اور رسول پر بھی ایمان لانا فرض ہو جاتا ہے کیونکہ اگر نبی اور رسول پر ایمان نہ ہو تو اس کے کلام پر یقین کیا ہو گا کہ وہ جو کچھ امر و نہی کہہ رہا ہے یہ سب راست ہے اور اس کا نتیجہ وہی ہوگا جیسا کہ یہ فرماتا ہے اور کس طرح اس کے نمونہ پر عمل پیرا ہوگا کہ یہی نمونہ نجات کے واسطے معیار ہے پس اسی غرض کے واسطے حضرت آدم سے حضرت مسیح ناصری تک رسول آئے اور اسی غرض کے واسطے حضرت محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اسی غرض کے واسطے آج حضرت احمد علیہ السلام مبعوث ہوئے ہیں۔ پس ایک نبی اور رسول پر ایمان لانے سے سب رسولوں اور نبیوں کی تصدیق ہو جاتی ہے اور سب کی وحی و الہام پر ایمان لانا فرض ہو جاتا ہے۔ ایک نبی یا رسول کے ماننے سے دوسروں پر ایمان لانے کا موجب ہوتا ہے نہ یہ کہ دوسروں سے انکار کرنا پڑتا ہے اور ایک رسول کی اتباع سب کی اتباع ہے اور ایک رسول کا انکار سب کا انکار ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ضرور خدا سے ملانے اور خدا کا محبوب بنانے کو تشریف لائے تھے۔ پس دونوں کی غرض مشترک اور واحد مشترک ہے، ایک کے اقرار سے دوسرے پر ایمان لانا فرض کرتا ہے اور ایک کے انکار سے دوسرے کا انکار لازم قرار پاتا ہے۔

اگر ہم نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر شرائع سابقہ و کتب قدیمہ کو ترک کر دیا تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہم نے حضرت موسیٰ یا کرشن علیہما السلام یا زرد دشت وغیرہم رسولوں کا انکار کر دیا بلکہ سب رسولوں پر ایمان لانا اور ان کو صادق جاننا اور ان کی وحی اور الہام کو من جانب اللہ تسلیم کرنا ہمارا فرض اولین ہو گیا۔ ترک کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ کل کے لیئے رسول نہ تھے اور ان کا دین یا کتاب کل دنیا کے واسطے نہ تھا مگر چونکہ ہمارے پاس ایسا رسول ایسا دین اور ایسی شریعت آ چکی ہے جو کل دنیا اسود و احمر کے واسطے ہے اور اس میں کتب سابقہ اور ادیان قدیمہ کا بہتر حصہ جو مفید عام تھا داخل ہو چکا ہے پس جس وقت ہم نے اس شارع رسول اور اسلام اور قرآن کو مان لیا تو ہم نے کل رسولوں اور ان کی وحی و الہام کی تصدیق کر دی ہے۔ پس ایک رسول کے ماننے سے سب کا اقرار ہو گیا اور اگر ہم ان میں سے کسی رسول یا کتاب کو اپنے ایمانیات سے خارج کر دیں تو ہم نے گویا قرآن اور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیا اور یوں ایک کے انکار سے سب کا انکار ہوا

جس وقت ہم حضرت غلام احمد علیہ السلام پر ایمان لاتے ہیں تو اول اقرار ہم کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کی نبوت و رسالت کا کرنا پڑتا ہے اور قرآن کریم کی کامل شریعت ہونے کا یقین کرنا پڑتا ہے اور اسلام کو دین حق تسلیم کرتے ہیں۔ اور چونکہ یہی تعلیم ہم کو قرآن کریم اور احادیث نے دی ہے کہ آنے والا موعود انسان نے ضرور ماننا ہے پس اسی کے ماتحت ہم اس موعود کے منتظر تھے۔ اور جب وہ موعود انسان آیا تو اس نے یہی تعلیم دی کہ میری آمد کی غرض یہی تعلیم خالص اور حقیقی طور پر منوانی اصل غرض ہے۔ تو حضرت احمد موعود پر ایمان لانا عین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی وحی پر ایمان لانا ہوا۔ اور جب اس کا انکار ہو تو درحقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی انکار ہے کیونکہ جو اس موعود نے کہا وہی کہا جو پہلے رسول فرما چکا تھا۔ پس اس کی تصدیق سے اس کی تصدیق ہے اور اس کی تکذیب سے اس کی تکذیب ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اس امر کو یوں ظاہر کیا ہے کہ مَنْ فَرَّقَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ الْمُصْطَفٰی مَا عَرَفَنِیْ وَمَا رَاٰنِیْ. خطبہ الہامیہ صفحہ   یعنی جس شخص نے میری رسالت اور نبوۃ اور وحی اور الہام اور تعلیم اور بعثت کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ اور جدا خیال کیا اس نے درحقیقت میری شناخت نہیں کی اور نہ اس نے مجھکو درحقیقت دیکھا۔

آج جہاں ۷۲ فرق اسلامیہ میں تمیز اور فرق کرنا مشکل ہے کہ کون فریق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کبار کی اتباع میں ہیں۔ تو ایسے فرق کے پیروؤں کو ہم کیونکر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع کہہ سکتے ہیں۔ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا گروہ ایک ہی جو خالص اور مخلص مسلمان کہلانے کا مستحق ہے اور وہ یقیناً جماعت مسیح موعود ہے پس مسیح موعود نے صرف اپنی جماعت کو منعم علیہم گروہ میں رکھا ہے اور باقی تمام

فرقوں کو مغضوب علیہم اور ضالین اور مشرکین میں قرار دیا ہے۔ پس نجات صرف حضرت احمد علیہ السلام کی اتباع میں ہے اور وہی حقیقی مسلمان ہیں۔

اعتراض دہم۔ باب دوازدہم میں آپ نے حضرت مسیح موعود کے منکروں کو کافر کہا ہے حالانکہ وہ خود ان کو مسلمان کہتے رہے۔

جواب اوّل۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا کے فرستادہ رسول اور نبی ہیں تو آپ کے منکر اگر کافر نہیں تو کیا ہیں۔ قرآن کریم خود فرماتا ہے إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۔ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ۔ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۔ سورۃ النساء آیت ۱۵۱-۱۵۲ ۔ **جواب دوم**۔ اگر حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا منکر کافر ہے تو حضرت مسیح موعود مہدی علیہما السلام کا منکر کافر کیوں نہیں۔ جبکہ مسیح موعود تمام شان میں حضرت مسیح ناصری سے بڑھ کر ہے تو اس کے منکر بھی حضرت مسیح ناصری کے منکروں سے بڑھ کر ہونگے۔

جواب سوم۔ خود خدا تعالیٰ نے بار بار اپنی وحی میں اُن کو کافر فرمایا ہے اب ان کو کافر نہ جاننا کیا خدا کے کلام کی تکذیب اور کفر نہیں۔ **جواب چہارم** اگر مولویوں کے فتویٰ سے حضرت مسیح موعود کے مکفر کافر ہو جاتے ہیں تو جو مسلمان ان مکفر مولویوں کو باوجود کافر نہ ہو جانے کے مسلمان جان کر ان کی اقتدا کرتے ہیں ان کو اپنا مذہبی پیشوا جانتے ہیں وہ کیونکر کافر نہ ہونگے کیونکہ جیسا کہ مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے اسی طرح سے کافر کو مسلمان جاننا کفر ہے۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۴۔ **جواب پنجم** حضرت صاحب نے

انھیں منکروں کو باوجود کافر ہونے کے مسلمان صرف ان معنوں میں کہا ہے جن معنوں میں قرآن وحدیث نے اہل کتاب منکروں کو یہود کہا ہے جس کے معنے ہدایت یافتہ کے ہیں کیا وہ بعد از انکار حضرت مسیح ناصری و حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت یافتہ یعنی یہود ہو سکتے ہیں اگر ہو سکتے ہیں تو کن معنوں میں محض اسمی اور رسمی یا حقیقی طور پر۔ اگر اسمی اور رسمی تو جو آپ کا جواب ہے وہی ہمارا جواب ہے اور اگر حقیقی طور پر تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت مسیح ناصری علیہ السلام پر ایمان لانا یقیناً مدار نجات ہوا اور یہ پھر از روئے قرآن کریم واحادیث باطل ہے اور اسی عقیدہ کی بنا پر حضرت صاحب نے ڈاکٹر عبد الحکیم خاں کو اپنی جماعت اور بیعت سے خارج کر کے مرتد قرار دیا ۔ جواب ششم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے مسلماں را مسلماں باز کردند پس اگر یہ منکر مسیح موعود درحقیقت مسلمان تھے تو جملہ مسلماں باز کردند کے معنے کیا ہوئے اور اگر وہ صرف اسمی اور رسمی مسلمان تھے تو ان کو بلا اتباع موعود جب تک کہ مسلماں باز کردند کے ماتحت از سر نو مسلمان نہیں تو وہ صرف نام کے مسلمان ہیں۔ اور اسی بات کو مد نظر رکھ کر حضرت مسیح موعود نے ان کو مسلمان کہا ہے اور یوں تو فرمایا ہے کہ میرے جس قدر مخالف ہیں وہ یا مغضوب علیہم اور ضالین ہیں یا مشرک ہیں۔ دیکھو نزول المسیح صفحہ حاشیہ جواب ہشتم ایک مکفر کافر ہیں۔ ایک مکذب کافر ہیں۔ ایک متردد کافر ہیں۔ ایک منافق کافر ہیں۔ ایک بے خبر کافر ہیں۔ مکفر کافر تو وہ ہے جو حضرت صاحبؑ کو دعویٰ مسیح موعود کے باعث کافر اور خارج از اسلام یقین کرتا ہے۔ مکذب کافر وہ ہے جو مسلمان کافر تو نہیں کہتا مگر مفتری علی اللہ جانتا ہے اور تکذیب دعویٰ کرتا ہے۔ متردد کافر وہ ہے جو حق اور باطل میں متردد الحال ہے نہ تصدیق کر سکتا ہے اور نہ تکذیب یعنی اس بات کی تمیز اس میں نہیں ہے۔ منافق کافر وہ ہے جو ظاہر

کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتا اور اس فریق سے معاملات اور تعلقات رکھتا ہی احمدیوں کو کہتا ہے کہ مجکو احمدی سمجھو اور غیر احمدیوں کو انکی طرح ثابت کرتا ہے لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء رہنا چاہتا ہے بے خبر کا فر وہ ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت اور نام سے مطلق خبر نہ ہو - مگر چونکہ متقی اور مومن جماعت سے خارج ہے لہٰذا بے خبر کافر ہے - تحفہ گولڑویہ ضمیمہ صفحہ ۱۹ حاشیہ - حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ ۔

قیامت کے دن اول چار قسم کے کافر اپنے کفر کی سزا پائیں گے علیٰ قدر مراتب مگر بے خبر کافر یعنے حضرت محمد رسول اللہ یا حضرت احمد رسول اللہ مسیح موعود صلی اللہ علیہما وسلم کے بارہ میں جیسا کہ صورت ہو سوال نہ ہوگا اور کفر کی سزا نہ ملے گی کیونکہ اس کو مطلق خبر تک نہیں - پس بے خبر کو سزا دینا ظلم ہے - حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۸۱-

اعتراض یازدہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو فرماتے ہیں کہ میں اہل قبلہ واہل کلمہ کی تکفیر نہیں کرتا مگر آپ نے تو سب اہل قبلہ واہل کلمہ کو کافر قرار دیا ہے

جواب اول نہ ہم نے نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کبھی بھی کسی منکر کو کافر صرف اس وجہ سے قرار دیا ہے کہ وہ اہل قبلہ واہل کلمہ کیوں ہے اور نہ ہم ایسا یقین کرتے ہیں - جو اس کے خلاف ہمارے حق میں کہتا ہے غلط کہتا ہے کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کی جماعت تو خود بھی اہل قبلہ واہل کلمہ ہے - پس اگر یہی وجہ کفر قرار دی جاوے تو خود اپنی انکی ذات اور جماعت پر بھی فتوی کفر آچکا ہے - لہٰذا ہماری نسبت یہ کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے کہ ہم اہل قبلہ واہل کلمہ کو کافر کہتے ہیں کیا خود ہم اہل قبلہ واہل کلمہ نہیں ہیں

جواب دوم کیا اگر ایک اہل قبلہ واہل کلمہ ہو تو اس کے کافر ہونے کے واسطے دوسرے وجوہ نہیں ہو سکتے صرف اسی دو امور کا انکار کسی شخص کو کافر بنایا کرتا ہے - اگر اس کے علاوہ اور بھی کئی امور باعث کفر ہو سکتے ہیں تو کیا ممکن نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکروں کے کفر کا باعث کوئی اور امر ہو

مثلاً یہی کہ انھوں نے خدا تعالیٰ کے فرستادہ مسیح موعود نبی اللہ کا انکار کر دیا ہے کیا مولویوں کا اپنا فتویٰ نہیں کہ اگر ایک مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کافر کہدے تو احادیث نبویہ کی بنا پر مومن کا مکفر کافر ہو جاتا ہے۔ پس جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی اور باقی ہزاروں مولوی حضرت مسیح موعودؑ کو کافر کہہ چکے ہوں تو کیا وہ اپنے فتوے سے کافر ہوئے اور اگر وہ کافر ہوگئے تو کیا فتوے کفر کے بعد وہ اہل قبلہ و اہل کلمہ نہ رہے کیا انھوں نے کسی اور قبلہ کی طرف نماز پڑھنی شروع کر دی تھی یا کوئی اور کلمہ پڑھنے لگے تھے۔ پس جو ہم کو کہتے ہیں کہ ہم اہل قبلہ و اہل کلمہ کو کافر کہتے ہیں کیا وہ معترض اگر احمدی ہے تو مولوی محمد حسین صاحب و نذیر حسین صاحب کو جو اہل قبلہ و اہل کلمہ ہیں خود کافر نہیں کہتا۔ اور اگر ان کو کافر کہتا ہے تو کیا وہ اہل قبلہ و اہل کلمہ نہیں اور اگر ہیں تو معلوم ہوا کہ وہ ان دو وجوہ کے علاوہ کسی تیسری وجہ سے ان کو کافر قرار دے رہا ہے۔ **جواب سوم۔** حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا لیکن جنہیں خود انھیں کے ہاتھ سے اُن کی وجہ کفر کی پیدا ہوگئی ہے اُن کو کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۱۶۵۔

حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں کہ میں تو پہلے بھی اہل قبلہ کو نہ کافر کہتا تھا اور نہ اب کہتا ہوں اور نہ اس سبب سے میں اپنے منکروں کو نہ فر کہتا ہوں بلکہ ان کے کفر کی وجہ کوئی اور ہے جس کو وہ لوگ اپنے ہاتھوں سے پیدا کر چکے ہیں تو۔ یہی وجہ ان کے کفر کا باعث ہے جس کی بنا پر وہ مومن کہلانے کے مستحق نہیں رہے اور وہ وجہ خود بیان کر دی ہے۔ (۱) مومن کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ یعنی مسیح موعود جو اول المومنین ہیں ان کو جن لوگوں نے کافر کہا وہ خود کافر ہوگئے یہ فتویٰ تو مکفر مولویوں کو کافر ثابت کرتا ہے اب دوسرے منکروں کے بارہ میں جو ان مولویوں کے مقتدی اور ان کے تابع

ہیں جو ان مکفر مولویوں کو جو کافر ہو چکے ہیں مومن جانکر اپنا مقتدا اور پیشوا خیال کرتے ہیں اور ان کے خلف میں نماز ادا کرتے ہیں اور ان کے مومن ہونے پر یقین رکھتے ہیں اور ان کے ساتھ مسلمانوں کا سا سلوک کرنا جائز روا رکھتے ہیں ان کے حق میں حضرت صاحبؑ یوں فرماتے ہیں۔ کافر کو مومن کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے پس اس طرح باقی منکر جو مولویوں کے علاوہ تھے وہ بھی ان کافر مولویوں کو مومن کہہ کر کافر ہو گئے ہیں۔ اور پھر فرماتے ہیں کہ جس قدر لوگ میرے پر ایمان نہیں لاتے وہ سب کے سب ایسے ہیں جو ان تمام لوگوں کو وہ مومن جانتے ہیں جنھوں نے مجکو کافر ٹھیرایا ہے پس یہی وجہ کفر جو ان لوگوں نے اپنے ہاتھ سے پیدا کرلی ہے لہذا مقتدا اور مقتدی دونو کافر ہیں۔ دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۴ و ۱۶۵ حاشیہ۔

اعتراض دوازدہم۔ کیا آپ نے جواب سیزدہم میں حضرت مسیحؑ موعود کو صاحب کتاب نبی فرمایا ہے تو آیا صرف یہی دو الہام بطور ثبوت آپ پیش کرتے ہیں یا کوئی الہامات بھی اس کے مؤید ہیں + جواب ایک مومن کے واسطے تو ایک الہام بھی کافی ہے مگر آپ نے تو دو الہام بھی کافی نہ سمجھے۔ اگرچہ پہلا الہام چار یا پنج دفعہ ہوا ہے تاہم خدا کے فضل سے اور بھی الہامات پیش کر سکتے ہیں۔ مثلاً ایک وحی الہٰی یہ ہے۔ کِتَابٌ سَجَّلْنَاهُ مِنْ عِنْدِنَا یعنی یہ وہ کتاب ہے جس پر ہم نے اپنے پاس سے مہر لگا دی ہے۔ البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۷۰۔ ۲۷۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کو چند الہام ہوئے اور ایک الہام ابجد میں ہوا اور اس کا حل کسی خاص زمانہ پر مقدر کیا گیا اور اس کے بارہ میں وحی ہوئی کہ کتاب سجلناہ من عندنا۔ پس اس وحی خداوندی نے وحی مسیحؑ موعود کو صحیح طور پر کتاب کا خطاب دیا۔ دوسری وحی الہٰی یہ ہے یہ میری کتاب ہے اس کو کوئی ہاتھ نہ لگاوے مگر وہی جو میرے خاص خدمتگار

ہیں۔ البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۱۲ ۔ اسی طرح جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت کے الہامات کو کتاب کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اور جیسا قرآن کریم کے حق میں لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ آیا ہے ایسا ہی الہامات کے حق میں یہ فقرہ وارد ہے کہ اس کو کوئی ہاتھ نہ لگاوے مگر وہی جو میرے خاص خدمتگار ہیں۔ قریباً دونوں ہم معنی الفاظ ہیں +

اعتراض نمبر ۱۲ دہم ۔ اگر حضرت میرزا غلام احمد علیہ السلام اسی طرح کے رسول اللہ اور نبی اللہ ہوتے جس طرح کے نبی اللہ اور رسول اللہ ان سے ماقبل ہو چکے ہیں تو آپ کو یہ الہام کیوں ہوا اَنْتَ مُحَدَّثُ اللّٰهِ فِیْكَ مَادَّةٌ فَارُوْقِیَّةٌ البشریٰ جلد ۱ صفحہ ۴۴ ۔ کیوں نہ ان کو محدث مانا جاوے۔ **جواب اول** تو اعتنا اسی خطاب کو ہے جو بار بار اور کثرت سے ہوا اور وہ نبی اور رسول ہے اور محدث اللہ صرف ایک بار ہوا پس کیوں ایک بار کی خطاب محدث کو ترجیح دی جاوے بار بار کے خطاب نبی اور رسول پر جو کثرت سے ہوئی اور کیوں نہ ان کو نبی اور رسول مانا جاوے **جواب دوم** محدث اللہ مقام صدیقیت کو ظاہر کرتا ہے اور نبی و رسول مقام نبوت و رسالت کو پس جبکہ صدیقیت کے مقام سے اعلیٰ مقام جو نبوت اور رسالت کا ہے آپ کو عطا ہو چکا ہے تو کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ تو صدیقیت سے اگلے اور اعلیٰ و ارفع مقام سے یاد کرے اور بار بار یاد کرے اور ہم اس کے خلاف صدیقیت کے مقام پر اڑے رہیں کیا ایسا کرنا خلاف منشاء حضرت باری تعالیٰ نہ ہوگا + **جواب سوم** محدث اللہ کے معنے ہیں کلیم اللہ۔ کیونکہ از روئے لغت تحدث کے معنے ہیں سخن گفتن اور محدث کے معنے ہیں گفتگو کنندہ۔ اور از روئے احادیث بخاری المحدثون المتکلمون ثابت ہیں تو محدث اللہ کے صحیح معنے صرف اسی قدر ہوئے کہ خدا تعالیٰ سے کلام کرنے والا پس اگرچہ محدث کمالات نبوۃ اور انعامات اور برکات نبوۃ اپنے اندر رکھتا ہے مگر درحقیقت نبی اللہ نہیں ہوتا مگر ہر نبی محدث

ضرور ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہر بی اے۔ ایم اے نہیں ہوتا مگر ہر ایم اے۔ بی اے
ضرور ہوتا ہے۔ پس حضرت میرزا غلام احمد علیہ السلام جبکہ نبی اللہ ہیں تو محدث
اللہ بھی ہیں پس اس سے آپ غیر نبی کیونکر ثابت ہوئے **جواب چہارم**
حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرماتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی
خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا
جاوے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث
کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنے
اظہار امر غیب ہے۔ ایک غلطی کا ازالہ۔ **جواب پنجم** فِيْكَ مَادَّةٌ
فَارُوْقِيَّةٌ کے یہ معنے کرنا چونکہ حضرت عمر بن خطاب علیہ السلام بھی محدث
بمعنی مکلّم تھے اور نبی نہ تھے لہذا حضرت صاحبؑ بھی نبی نہیں صرف مکلّم
ہیں کیونکہ آپؑ میں مادۂ فاروقی ہے۔ کسی صورت میں بھی درست نہیں
کیونکہ حضرت عمر فاروق علیہ السلام کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فاروق اس بنا پر خطاب دیا تھا کہ آپ کے اسلام لانے سے ایک گونہ اسلام
اور کفر یا حق و باطل میں ایک بیّن فرق واقع کر دیا اور چونکہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام نے بھی اگر حق و باطل یا اسلام اور کفر میں بیّن فرق دکھانا تھا
آپ بھی فاروق ہوئے اور خدا تعالیٰ کی وحی نے قبل از وقت اطلاع
دیدی کہ آپؑ کے سبب سے ایسا ہی نمایاں طور پر اسلام و کفر میں بین فرق
پیدا ہوگا جس طرح سے حضرت عمرؓ کے ذریعہ سے ہوا اور جو کام حضرت عمرؓ نے
برنگ سیاست کر دکھایا وہی کام حضرت مسیح موعودؑ نے برنگ نبوت کر دکھایا
جیسا کہ آپؑ نے خود فرمایا ہے کہ ع سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے
یہ مادہ آپ میں خدا نے ازل سے رکھا تھا۔ **جواب ششم** اگر حضرت عمرؓ
محدث تھے اور حضرت مسیح موعودؑ نے بھی محدث ہوتا تھا اور آپ میں یہ مادہ
بھی موجود تھا تو اس سے نفی نبوت ہرگز نہیں ہو سکتی کیونکہ حضرت عمرؓ کی تو صرف

محدثیت ثابت ہے اور محدث نبی نہیں ہوتا جیسا کہ بخاری شریف کی احادیث سے ظاہر ہے مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّکُوْنُوْا اَنْبِیَاءَ اور آپ کی نبوۃ ہرگز ثابت نہیں مگر حضرت مسیح موعود کو تو محدث سے بڑھ کر مقام نبوۃ کا ذکر بار بار آپ کی وحی میں موجود ہے پس آپ محدث سے بڑھ کر نبی بھی ہیں اور یہ بات آپ کے کثرت الہامات سے ثابت ہے۔ **جواب ہفتم**۔ مکرم معظم مولانا مولوی غلام رسول صاحب احمدی راجیکے نے ایک معنی یہ بھی کئے ہیں کہ چونکہ حضرت مسیح موعود کے بعد آپ کا خلیفہ ثانی آپ کا فرزند حضرت محمود احمد کو ہونا تھا اور اس نے بسبب خلیفہ ثانی ہونے کے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مشابہ ہونا تھا اور آپ کا ایک الہامی نام فضل عمر بھی تھا لہٰذا فِیْكَ مَادَّۃٌ فَارُوْقِیَّۃٌ کے ایک معنے یہ بھی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ایک فاروق کے ظہور کرنے کا مادہ بھی موجود تھا جو بصورت حضرت محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ظاہر ہو چکا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک

اعتراض چہاردہم۔ حضرت صاحب کی ایک وحی ہے کہ نُصِرْتَ بِالرُّعْبِ وَاُحْیِیْتَ بِالصِّدْقِ اَیُّھَا الصِّدِّیْقُ۔ البشریٰ جلد اول صفحہ ۱۹ پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صدیق تھے اور صدیقیت کے مقام تک پہنچے تھے جو محدثیت ہی ہے اور آپ نبی نہ تھے **جواب اول** حضرت یوسف علیہ السلام کے بارہ میں قرآن کریم میں یہ الفاظ ہیں یُوْسُفُ اَیُّھَا الصِّدِّیْقُ ۔ سورہ یوسف۔ پس اس خطاب صدیق سے آپ صرف محدث ثابت ہوتے ہیں یا آپ نبی بھی تھے اگر باوجود ان خطاب صدیق کے آپ نبی تھے تو حضرت غلام احمد علیہ السلام کیوں نہ باوجود خطاب صدیق کے نبی ہوں **جواب دوم**۔ جبکہ صدیق ہونے سے بڑھ کر آپ کے واسطے خطابات نبی اور رسول بھی موجود ہیں تو آپ کیوں نہ صدیق ہوں اور اس سے بڑھ کر نبی اور رسول بھی ہوں۔ کیا صدیق ہونا مانع نبوت ہے اگرچہ ہر صدیق نبی نہیں ہے مگر

کیا ہر نبی صدیق نہیں ہوتا - کیا قرآن کریم میں بعض انبیاء کو صدیقاً نبیاً نہیں کہا گیا - کیا وہ بھی صدیق کے خطاب کے باعث نبی کہلانے کے مستحق نہ رہے +

اعتراض پانزدہم - حضرت صاحب کو بعض الہامات میں یامریم کرکے خطاب کیا گیا ہے یہ تو بات معلوم ہے کہ حضرت مریم نبی نہ تھیں تو حضرت صاحب کیونکر نبی مانے جاویں جبکہ آپ بھی مریم تھے جس کے حق میں خطاب صدیقہ وارد ہے پس آپ بھی صدیق ہیں نبی نہیں ہیں - جواب اول بے شک قرآن کریم کی رو سے حضرت مریم صدیقہ ہے اور ایک اُمتی مرد ہو یا عورت اُمت موسویہ میں اتباع حضرت موسیٰ سے صرف مقام صدیقیت تک فیضیاب ہوسکتا تھا مگر نبوت کا مرتبہ اُن کو کسی نبی کے اتباع سے حاصل نہ ہوسکتا تھا وہ براہ راست ملا کرتا تھا مگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے نبی ہیں جن کی اتباع سے ایک شخص مقام نبوۃ پر بھی مفتخر ہو سکتا ہے اور یہ کمال صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے دوسرے انبیاء میں نہ تھا - پس حضرت غلام احمد حضرت مریم بھی تھے مگر اس سے بڑھ کر ابن مریم بھی تھے جو نبی تھا - جیسا کہ آپ کا ایک الہام ہے إِنَّا جَعَلْنَاكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ یعنی ہم نے تجھکو مسیح ابن مریم بنایا - اور مسیح ابن مریم نبی تھا علیہ السلام - اگر یا مریم کے خطاب سے صدیق ہو سکتے ہیں تو یا عیسیٰ کے خطاب سے نبی کیونکر نہ ہوں +

اعتراض شانزدہم - حضرت صاحب کو بعض الہامات میں عبداللہ عبدالرافع - عبدالقادر - عبدالحکیم وغیرہ کہا گیا ہے مثلاً یَا عَبْدَ اللّٰهِ إِنِّي مَعَكَ - البشریٰ جلد ثانی صفحہ ۱۳۴ یَا عَبْدَ الرَّافِعِ إِنِّي رَافِعُكَ البشریٰ جلد اول صفحہ ۹۱ - یَا عَبْدَ الْقَادِرِ إِنِّي مَعَكَ - البشریٰ جلد اول صفحہ ۳۶ - اے عبدالحکیم خدا تعالیٰ تجھے ہر ایک ضرر سے بچائے

البشریٰ جلد ثانی صفحہ ۱۲۰۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ آپ ہی نبی تھے۔ پھر
کیوں عبدالقادر جیلانی نام سے جو نبی نہ تھے یاد کیے گئے۔ **جواب اول**
اول تو سب ہی عبداللہ عبدالرافع عبدالقادر یا عبدالحکیم کہلا سکتے ہیں
اور یہ نام انکی نبوۃ کے مانع نہیں ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے حق میں وارد ہے اِنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ۔ سورۃ الجن
آیت ۱۹۔ حضرت مسیح ناصری کے حق میں وارد ہے اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰىنِيَ
الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا سورہ مریم آیت ۳۲۔ یہی جواب عبدالرافع اور
عبدالقادر اور عبدالحکیم کے بارہ میں سمجھ لیں کیونکہ الرَّافِعُ۔ اَلْقَادِرُ
الْحَكِيْمُ خدا تعالیٰ کے اسماء صفاتیہ ہیں۔ **جواب دوم** عبدالقادر کہلانے
سے یہ کس طرح معلوم ہوا کہ اس سے مراد شیخ عبدالقادر جیلانی تھے۔ کیا ان
الہام میں شیخ اور گیلانی کا لفظ اسم عبدالقادر کے آگے اور پیچھے موجود ہے
اور اگر نہیں تو از خود یہ قیاس ہی غلط ہے کہ عبدالقادر سے مراد شیخ عبد
القادر گیلانی مراد ہے۔ **جواب سوم**۔ ایک الہام میں عبدالقادر رضی
اللہ عنہ ارنی رضوانہ البشریٰ جلد ثانی صفحہ ۱۹۷ ہے مگر اس کے بھی
صرف اسی قدر معنے ہیں کہ القادر کا بندہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے اور
میں اس کی رضامندی دیکھ رہا ہوں۔ اس سے بھی وہ مطلب حل نہیں
ہوتا جو معترض کے ذہن میں ہے۔ ایک اور الہام ہے سلطان عبد
القادر۔ البشریٰ جلد ثانی صفحہ ۱۲۸۔ یہ نام بھی عبدالقادر گیلانی کا ہرگز نہیں
اور کبھی وہ سلطان کے لقب سے یاد نہیں کیے گئے۔ یہاں بھی عبدالقادر
انہی معنوں سے وارد ہے جس کی توضیح اس سے قبل ہو چکی ہے اور سلطان
کا خطاب حضرت مسیح موعود کو بسبب اس روحانی بادشاہت کے دیا گیا ہے
جو ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے حاصل تھی۔ آپ کو سلطان القلم بھی خطاب
ملا ہے۔ ایک الہام میں حجۃ اللہ القادر سلطان احمد مختار۔ البشریٰ

جلد اول صفحہ ۳۱ ضمیمہ - سلطان کا خطاب دیا گیا ہے جس کا ترجمہ ہے احمد جو سلطان سلطنت روحانیہ ہے اور القادر خدا کا محبت ہے اور اس کی طرف سے اختیار دادہ شدہ ہے - ایک اور الہام حُکْمُ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ لِخَلِیْفَۃِ اللّٰہِ السُّلْطَانِ یُؤْتیٰ لَہٗ مُلْکٌ عَظِیْمٌ - البشریٰ جلد ثانی صفحہ ۱۰۰ یعنی خدائے رحمٰن کا حکم ہے خدا تعالیٰ کے اس خلیفہ کے فائدہ کے واسطے جس کو سلطان مقرر کیا گیا ہے اور جس کو ملک عظیم دیا گیا ہے - ملک عظیم اس دائرہ دعوت کی طرف اشارہ ہے جو حضرت صاحب کو سپرد کیا گیا ہے اور وہ کل دنیا ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف انبیاء عالم میں سے حضرت احمد موعود علیہ السلام کو ہی حاصل ہے جیسا کہ ان الہامات سے واضح ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا - یا اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا - یا - مَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ - پس آپ سلطان بھی ہیں -

اعتراض نمبر ۱۷ - بعض آیات میں حضرت صاحب کو صرف ولی کہا گیا ہے مثلاً یَا وَلِیَّ اللّٰہِ کُنْتُ لَا اَعْرِفُکَ البشریٰ جلد ثانی صفحہ ۱۰۰ - کِتَابُ الْوَلِیِّ ذُوالْفَقَارِ عَلِیٍّ جلد اول صفحہ ۳۳ - فَتْحُ الْوَلِیِّ وَقَرَّبْنَاہُ نَجِیًّا - جلد اول صفحہ ۱۳ - پس آپ نبی کس طرح ہو سکتے ہیں + جواب اس اعتراض کا جواب اول تو وحی نمبر ۳ کے حاشیہ میں مفصل دیا گیا ہے اور پھر اعتراض نمبر ۲ کے ذیل میں دیا گیا ہے اور وہی جواب یہاں بھی ہے اور مختصر جواب عرض ہے کہ ہر ولی نبی نہیں پس ولی کو نبی نہیں کہتے - مگر نبی ولی ضرور ہے لہذا نبی کو ولی کہہ سکتے ہیں - چونکہ حضرت صاحب کو بار بار نبی اور رسول کہا گیا ہے لہٰذا آپ کو ولی کہا جانا آپ کے نبی ہونے کے منافی نہیں -

اعتراض نمبر ۱۸ - آپ کو بعض الہامات میں سلیمان اور علی بھی

کہا گیا ہے۔ وہ دونو نبی نہ تھے۔ پس اگر آپ نبی تھے تو آپ کو ان ناموں سے کیوں پکارا گیا + جواب بے شک ایک الہام میں ہے کہ **اَنْتَ سَلْمَانُ مِنِّیْ یَا ذَالْبَرَکَات**۔ البشریٰ جلد ثانی صفحہ ۱۰۹ ترجمہ تو میرے نزدیک سلمان ہے اے برکتوں والے۔ پس اس الہام میں اول تو سلمان کے معنے مراد ہیں یعنی دو سلامتیاں ہیں چونکہ آپ کے وجود میں حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جامع ظہور ہوا ہے۔ اور ایک طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام جمالی نبی تھے اور صلح اور امن کے شہزادہ تھے اور دوسری طرف آپؑ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالی مظہر ہیں جن میں یہ اشارہ تھا کہ آپ جمالی صفات کے ماتحت اشاعت دین کریں گے۔ پس آپ میں دو سلامتیاں جمع ہوئیں لہذا آپ سلمان کہلائے جس کے معنے ہیں "دو سلامتیاں" دوم اگر سلمان سے مراد سلمان فارسی بھی ہوئی تب بھی درست ہے یعنی جس طرح حضرت سلمان فارسی کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **سلمان منا اهل البیت** (رواہ مسلم) اہل بیت میں داخل کیا اسی طرح خدا تعالیٰ نے حضرت صاحبؑ کو سلمان قرار دیا اور

. . . .

. . . . اس کو اہل بیت میں سے کر دیا کیونکہ جبکہ خدا تعالیٰ نے اس کو اپنے نزدیک سلمان قرار دے دیا ہے تو آپ مستحق ہو گئے کہ اہل بیت میں سے شمار ہوں اور حضرت صاحب کے بارہ میں پیشگوئی تھی کہ وہ اہل بیت نبوی میں سے ہوگا۔ پس اس طرح آپ اہل بیت نبوی میں سے ہو گئے اور اگرچہ ایک الہام میں آپ کو علی قرار دیا گیا ہے جیسا کہ **یَا عَلِیُّ دَعْهُمْ وَ ذَرْهُمَا عَنْهُمْ**۔ البشریٰ جلد ثانی صفحہ ۲۰ میں ہے تو اس سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ اول تو علی کے معنے مراد ہیں یعنی صاحب مرتبہ اور

عظمت والا اور بہت معنے بھی آپ کے حق میں نہایت چسپاں ہیں اور دوم اگر حضرت علیؓ ہی مراد ہوں تو زیادہ سے زیادہ اس قدر ثابت ہو گا کہ حضرت علیؓ اہل بیت نبوی میں ایک فرد تھے اور اس نام سے آپ کو بھی حضرت علیؓ کی طرح اہل بیت میں شمار ہو گیا۔ اور سوم حضرت علیؓ ولی تھے ہی آپ کو بھی ولی کہا گیا۔ اور جو جواب ولی کے بارہ میں دیا جا چکا ہے وہی یہاں حضرت علی کے ذیل میں ولی کا سمجھ لینا چاہیئے۔

اعتراض نوز دہم۔ ایک الہام میں آپ کو صرف بشیر اور گورنر جنرل کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے صرف مبشر ہونا یا گورنر جنرل یعنی خلیفہ اعظم ہونا آپ کی نبوت کو ثابت نہیں کرتا **جواب** اصل الہام کے الفاظ یہ ہیں۔ مبشروں کا زوال نہیں ہوتا۔ گورنر جنرل کی پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آگیا۔ البشریٰ جلد ثانی صفحہ ۵۶۔ اس الہام کا جزو اول ہے مبشروں کا زوال نہیں ہوتا۔ اور جزو دوم ہے۔ گورنر جنرل کی کے پورا ہونے کا وقت آگیا۔ جزو اول میں لفظ مبشر ہے دیکھنا یہ ہے کہ یہ لفظ صرف غیر نبی کے واسطے آتا ہے یا نبی کے واسطے ہی آتا ہے پس قرآن کریم ہم کو بار بار یقین دلاتا ہے کہ مَا اَرْسَلْنَا مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ آیت صاف بتا رہی ہے کہ خدا کے مرسل اول درجہ کے مبشر ہوتے ہیں اور مبشر ہونا نبی اور رسول کا لازمی خاصہ ہے اور حضرۃ صاحب کی اپنی وحی سے آپ کا ایک نام مُبَشِّر ہے یعنی اس وحی الٰہی میں ہے کہ اِنَّا اَرْسَلْنٰهُ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا الخ البشریٰ جلد ثانی صفحہ ۱۱۔ پس آپ مُبَشِّر بھی ہیں اور یہ خطاب نبی ہونے کے مانع نہیں بلکہ مثبت ہے + جزو دوم میں گورنر جنرل ہے گورنر انگریزی میں بادشاہ کے ماتحت حاکم کو کہتے ہیں نائب الحکومت اور جنرل کے معنے ہیں بڑا۔ پس گورنر جنرل بڑا نائب الحکومت ہوا جو سب نائبوں سے بڑا ہوا جو

حضرت احمد علیہ السلام کو جو گورنر جنرل کہا گیا تو اسکے دو معنی ہو سکتے ہیں اوّل جو ہمکو بھی مسلّم ہیں اور وہ ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسکی اُمّت میں تمام صلحاء و محدثین اور مجددین سے بڑا امام اور مجدد یا مجدد اعظم جسکو دوسرے لفظوں میں خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیاء کہا گیا ہے یعنی خلفاء امت محمدیہ میں خلیفہ اعظم اور ہمکو ان معانی سے کوئی اختلاف نہیں اور باوجود آپ لوگوں سے سخت اختلاف کے اس امر پر اتفاق ہے۔ دوم معنے جو ہمکو مسلّم نہیں وہ ہیں۔ کہ حضرت آدم سے تا حضرت عیسیٰ تمام انبیاء اور مرسلین سے بڑا نبی اور رسول یا رسول اعظم ہے جسکو دوسرے الفاظ میں وہی خاتم الانبیاء کہہ سکتے ہیں جیسا کہ اُنکا دعویٰ ہے۔ میں بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں۔ ایک غلطی کا ازالہ۔ یا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی اللہ کا رسول جمیع انبیاء کے حلوں میں پس جو جمیع انبیاء کا بروز اور خاتم الانبیاء کا مظہر ہے اور جو صاف باواز بلند کہہ رہا ہے۔

من بعرفان نہ کمترم ز کسے — انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
در برم جامہ ہمہ ابرار — آدمم نیز احمد مختار
زندہ شد ہر نبی بآمدنم — ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم

کیا وہ ان نبیوں اور رسولوں سے بڑھ کر اور افضل تر نہیں جو صرف کسی خاص خطہ یا ملک یا شہر یا قوم کی ہدایت کے واسطے تھے اور جن پر بعض پر شاید ایک درجن تک ایمان لائے ہوں اور بعض پر شاید ایک دو لاکھ۔ مگر اس رسول پر تو پانچ لاکھ سے بھی زائد اطراف عالم میں وفات سے قبل ہی ایمان لائے تھے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی بات سے افضل الرسل کہا جاتا ہے (۱) آپ کا وحی اللہ سے دعویٰ ہے کہ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (اعراف) (۲) مَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (بنی اسرائیل) وغیرہ حضرت احمد علیہ السلام کا بھی وحی اللہ سے یہی دعویٰ ہے (۱) یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ البشریٰ۔ صفحہ ۵۲ جلد ۲۔ (۲) ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۲۔ پس جب دعویٰ ایک ہی۔ دائرہ تبلیغ دعوۃ ایک ہے۔ وحی کے الفاظ ایک ہیں تو دوسرے انبیاء پر فضیلت کیوں یکساں نہ ہو۔ یہ امر جدا ہے اور خارج از بحث ہے اور نیز مسلّمہ فریقین ہے کہ حضرت احمد علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مظہر بروز خلیفہ شاگرد اور اُمتی اور متبع نبی ہیں مگر یہ امور آپکے دوسرے انبیاء سے بعد از حضرت خاتم الانبیاء افضل ہونیکی مانع نہیں ہیں دوسرے فرق اسلامیہ کے لوگ بھی جسوقت امام موعود کے حق میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ھو افضل من

بعض الانبیاء یعنی وہ بعض انبیاء سے بھی افضل ہے تو اگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بسبب آپ کی وحی اللہ اور دلائل عقلیہ و نقلیہ اور دائرہ دعوۃ و تبلیغ اور واقعات کے افضل از انبیاء باستثناء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا ہے تو نہایت صحیح اور درست ہو ہاں جسکو اسمیں شک ہو تو ہم سے گفتگو کر سکتا ہے اور ہم سے ثبوت طلب کر سکتا ہے مگر اصول مقرر کرکے +

اعتراض ۱۹ - آپ نے باب ۵ میں جو یہ لکھا ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو وحی اللہ ان کے دعاوی کے بارہ میں جو الہام ہوئے ہیں وہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ہوئے ہیں تو آپ حضرت صاحب کو سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل مساوی الدرجہ مانتے ہیں -

جواب (۱) ہماری غرض ان وحی اللہ کو پیش کرنے سے صرف یہ ہے کہ حضرت احمد موعود زمرۂ نبی ہیں بلکہ وہ جمیع انبیاء سے بھی افضل ہیں مگر جمیع انبیاء سے باستثناء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہونا اس بات کا مانع نہیں کہ وہ سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع ہوں بلکہ یہ امر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بھی افضل ثابت کرتا ہے کہ وہ نبی جو جمیع انبیاء سے افضل ہے وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی اور متبع ہے پس شان محمدی اور بھی بلند ہوتی ہے (۲) ایک تو نفس رسالت ہے اور ایک فضیلت پس نفس رسالت میں تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت احمد جری اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام برابر ہیں کہ لا نفرق بین احد من رسلہ کا منشاء ہے - رہا نفس فضیلہ تو اس لحاظ سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آقا مطاع اور حضرت احمد نبی اللہ علیہ السلام امتی اور مطیع رسول ہیں مگر جبکہ آنحضرت صلعم جو مطاع اور شارع نبی ہیں تو آپکا دائرہ دعوۃ اور تبلیغ اقوام عالم ہو تو آپ کے خلیفہ اعظم حضرت احمد علیہ السلام کا دائرہ دعوۃ اور تبلیغ کیونکر محدود ہو سکتا ہے جبکہ خود وحی اللہ پکار پکار کر کہتی ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا - پس ساری دنیا کا نبی صرف یا حضرت محمد ہیں یا حضرت احمد صلی اللہ علیہما وسلم جو کامل جانشین اور مکمل مظہر ہیں - پس جو دنیا کا نبی ہے اسکے اندر اسی قدر روحانیت اور قوت اور تاثر اور معرفۃ بھی ہونا ضرور ہے پس ان وحی اللہ نے جو ہمنے باب ۵ میں درج کی ہیں انہی امور کا اثبات مقصود ہو اور ان وحی اللہ سے ثابت ہے فھو المراد -

اعتراض ۲۰ کیا آپکا یقین ہے کہ اقوام عالم حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کو نبی اللہ تسلیم کرلینگی -

جواب (۱) اگر دنیا کسی نبی کی دعوۃ اور دعاوی کو قبول نہ کرے تو اسکے نبی ہونیکے مانع نہیں ہزاروں نبی ایسے ہوئے ہونگے جنکو کسی نے قبول نہ کیا ہو - (۲) جسقدر لوگ مختلف اقوام اور اطراف میں حضرت احمد قادیانی کو انکی حیات میں قبول کرچکے ہیں اسکی نظیر دوسرے انبیاء میں مشکل مل سکتی ہے (۳) حضرت احمد کی

زندگی اور وفات کے بعد آجتک جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا زمانہ ہے اور انکی وفات پر ۱۲ سال گزر چکے ہیں انگلستان امریکہ یورپ افریقہ آسٹریلیا جزائر ماریشس سیلان شام عراق ایران وغیرہا میں ہزارہا قبول کر چکے ہیں اور ان ممالک میں ہماری مشن کام کر رہے ہیں (۲) حضرت صاحب کے ساتھ خدا کے وعدے ہیں (۱) تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا (ب) دنیا میں ایک نبی آیا۔الخ (ج) جاعل الذین اتبعوک الخ۔ یاتیک من کل فج عمیق (د) یاتون الخ ہیں یہ وعدے پورے ہو رہے ہیں اور آگے ضرور پورے ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ

الخاتمہ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ یہ کتاب ہم نے تکمیل کو پہنچا دی ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمکو سعید روحوں کے واسطے موجب تسکین و اطمینان کرے اور انکو حضرت احمد مسیح و نبی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحیح عقاید و دعاوی اور تعلیم پر آگاہ کر دے اور انکو صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرے ✢ آمین یا رب العالمین ✢

شان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

احمد موعود دارد از خدا شان عظیم — شان پاکش را چہ میداند غبی طبع لئیم
اوست آدم اوست نوح و نیز ابراہیم اوست — اوست اسماعیل و اسحٰق او شعیب است و کلیم
اوست داؤد و سلیماں اوست زردشت و کرشن — اوست گوتم اوست یحییٰ او مسیح اور شلیم
او جری اللہ باشد مظہر جملہ رسل — او محمد گشتہ آمد با ہمہ خلق عظیم
احمد آخر زماں و عیسیٰ معہود اوست — اوست پیغمبر ز درگاہ خداوند کریم
او نبی اللہ گشتہ بہر اصلاح امم — تا بر ایشاں او کند مفتوح ابواب النعیم
ہر کہ دست خود بدستش داد او را شد فلاح — ہر کہ رو زد تافت او را شد مقامے در جحیم
تافت سر از اتباعش ہر کہ بد مستکبرے — شد اسیر پنجۂ دجال شیطان رجیم
گفت پیغمبر نباید بعد آں ختم الرسل — نے بود وحی پئے تائید ایں دین قویم

شد نبوت منقطع شد وا باب وحی بستہ شد
دعوئے پیغمبری بعد محمد شد ذمیم

گر رسالت منقطع بودے ز بعد مصطفیٰ
خود خدا فرمودہ بودی ایں بقرآن کریم

گفت او را خاتم پیغمبراں لیکن نہ گفت
لا نبی بعدہٗ آخر چرا مرد فہیم

پس محمدؐ خاتم است و بعد او آید نبی
لیک باشد ز اتباعش نے ز اعداؤ خصیم

منقطع گفتن رسالت را بیک پیغمبرے
ایں خیال خام امد از خیالات قدیم

سنت اللہ ہست پیغمبر فرستادن بخلق
تا قیامت تازہ باید استخوانہائے رمیم

گر ز بعد خشک سالی حاجت باراں بود
چوں نباشد بعد فترت حاجت وحی از رحیم

چوں درختاں در خزاں گردند کل بے برگ و بار
در بہاراں زہر احیا اش وزد باد نسیم

گر پئے اتمام حجت حق فرستادے رسل
سوئے مخلوقش نمودہ بعد آں اخذ الیم

پس دریں اوان ظلمت چوں نیاید مرسلے
از پئے اتمام حجت گر خدا ہست علیم

گر تغیر نیست در ذات و صفات کردگار
پس چرا وحی النبوۃ بند باشد ز آں کلیم

گر مریضاں را علیج باید از بہر علاج
اندریں امراض موجودہ چرا ناید حکیم

لاجرم احمد نبی اللہ شد در دور ما
از پئے احیاء موتی حسب قانون قدیم

دعوت و تبلیغ حق آغاز کرد از قادیاں
سوئے عالم زانشاہا با ہمہ عزم صمیم

حسن اخلاقش مسخر کرد ہر فرد بشر
عاجز و محتاج و بیکس بیوہ و طفل یتیم

یک گروہ مومناں از مشرق و مغرب رسید
در مقام قادیاں بشد بہ قرب او مقیم

منکر از پیغمبر حق شد گروہ اشقیار
مومن تعلیم او شد صاحب طبع سلیم

حق ہمی خواہد بہ قربش مومناں باعمل
ہم اے ولی اے نبی خواہد نہ افراد جسیم

چوں علوِّ شان احمد را بیاں یوسف کند
مومنی را خوش کند لیکن دل منکر دونیم

خاکسار قاضی محمدؐ یوسف احمدی۔ پشاور

بقیہ فہرست مضامین کتاب ہذا

(۱۹) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور (۵۲)
حضرت احمد مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم الاولیاء ہیں۔

(۲۰) بعض اعتراضات کا ضروری اور مختصر جواب + (۵۶)

النّبوۃ فی الاُحادیث

اس رسالہ میں اُن تمام احادیث کے صحیح معانی اور مطالب واضح طور پر بیان کیے ہیں جن احادیث کو مخالفین سلسلۂ عالیہ احمدیہ و منکرین نبوت احمدیہ اس ثبوت میں پیش کرتے ہیں کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امت محمدیہ میں نبوت کا دروازہ بند ہے۔ اور جواب معترضین مکمل طور پر ہر ایک حدیث کے دیئے جاکر نہایت قابلیت سے ثابت کر دیا ہے کہ امت محمدیہ میں بعد حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپکی اتباع سے نبی آسکتا ہے اور آیا ہے۔ ختم نبوت کی کامل بحث اگر دیکھنی چاہو تو یہ رسالہ اور مندرجہ ذیل رسائل طلب کر کے فائدہ اٹھاؤ۔

ختم نبوۃ کی حقیقت۔ قیمت ۸ر النبوۃ فی خیر الامۃ۔ قیمت ۸ر

مرقاۃ الیقین۔ قیمت ۴ر

یہ اور علاوہ ازیں سلسلہ احمدیہ کی ہر قسم کی کتابیں پتہ ذیل سے طلب کریں +

مینیجر فاروق ایجنسی قادیان

ضلع گورداسپور

تصحیح اغلاط رسالہ ہذا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۱	ترقی	نرمی
۹	۱	کسی غیر نبی کو مجازاً عطا نہیں ہوا۔ اور نہ تمام قرآن کریم	زائد عبارت ہے۔ کاٹ دیں۔
۱۶	۲۳	یحبُّ لنفسہٖ	حتیٰ یُحِبّ لاخیہ
۱۷	۱	حتیٰ	ما یحب لنفسہ
۱۷	۲۱	ملروہ	کردہ
۶۰	۷	قد اخبی	قد اخرجتْ
۶۰	۸	لا ابدان لک	لا یدان لاحد
۶۰	۸	مُحرّزٌ عباد	فَحَرِّزْ عبادی
۶۰	۱۹	تجھے	کسی کو
۷۵	۱۹	خطب صدیق	خطاب صدیق
۷۵	۲۰	خطب صدیق	خطاب صدیق

النبوۃ فی خیر الامۃ

اس لاجواب کتاب میں قرآنی آیات سے آنحضرت صلعم کے بعد امت محمدیہ میں نبی کا ہونا ثابت کر کے آیت خاتم النبین پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ اور خاتم کے معنی اور اسکی ہر طرح کی مثالیں جو زمانہ حال میں موجود ہیں پیش کر کے بتا دیا ہے۔ کہ مہر تصدیق کیواسطے ہوتی ہے۔ نہ کہ ختم کرنے کے لئے۔ انعامی ایکہزار روپیہ قیمت ۸/

[illegible]